رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

انہ اوی القریہ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ...(۲) خواص و معززین سے ...(۳) ہندوستان سے باہر سے ...(۴) غیر مذاہب والوں سے ...(۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ...

Digitized by Khilafat Library

فہرست مضامین

نمبر ۳۹ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ نومبر سنہ ۱۹۰۶ء مطابق ۲۹ رمضان المبارک سنہ ۱۳۲۴ | جلد ۱۰

جدید الہامات اور رؤیا

غالباً ۱۰ نومبر سنہ ۱۹۰۶ء - رؤیا - دیکھا کہ میں ایک گھوڑے پر سوار ہوں - اور کسی طرف جا رہا ہوں - جاتے ہوئے آگے بالکل تاریکی ہوگئی - تو میں واپس آگیا اور میرے ساتھ کچھ عورتیں بھی ہیں - واپس آتے ہوئے ہی راستہ میں گرد و غبار کے سبب بہت ہی تاریکی ہوگئی - اور گھوڑے کی باگ کو میں نے ٹٹول کر ہاتھ میں پکڑا ہوا ہے - چند قدم چل کر روشنی ہوگئی - آگے دیکھا کہ ایک بڑا چبوترہ ہے اس پر اتر پڑا - وہاں چند ایک لڑکے ہیں - انہوں نے شور مچایا - کہ مولوی عبد الکریم آگئے - پھر میں نے دیکھا کہ مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم آرہے ہیں - انکے ساتھ میں نے مصافحہ کیا - اور السلام علیکم کہا - مولوی صاحب مرحوم نے ایک چیز نکال کر مجھے بطور تحفہ دی - اور کہا کہ بشپ جو پادریوں کا افسر ہے - وہ بھی اس سے کام چلاتا ہے - وہ چیز اس طرح ہے - جیسا کہ خرگوش ہوتا ہے بادامی رنگ - اس کے آگے ایک بڑی نالی لگی ہوئی ہے - اور نالی کے آگے ایک قلم لگا ہوا ہے جس سے وہ قلم بغیر محنت کے بآسانی چلنے لگتا ہے - میں نے کہا - کہ میں نے تو یہ قلم نہیں منگوایا - مولوی صاحب نے فرمایا - کہ مولوی محمد علی صاحب نے منگوایا ہوگا - میں نے کہا اچھا میں مولوی صاحب کو دیدوں گا - اس کے بعد بیداری ہوگئی -

تعبیر - عورتوں سے مراد کمزور لوگ ہو سکتے ہیں - اور خدا نے قرآن شریف میں اس امت کے نیک بندوں کو بھی فرعون کی عورت اور مریم کی تشبیہ دی ہے - اور قلم سے یہ مراد معلوم ہوتی ہے - کہ اللہ تعالیٰ مولوی محمد علی صاحب کے دل میں ایسی طاقت پیدا کرے کہ وہ مخالفوں کے رد میں اعلیٰ مضامین لکھیں - واللہ اعلم -

الہام ۱۳ - نومبر سنہ ۱۹۰۶ء - مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَۃٍ اَوْ نُنْسِہَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْہَآ اَوْ مِثْلِہَا ط اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ -

ترجمہ - کسی نشان کو ہم منسوخ نہیں کرتے یا فراموش نہیں کرتے - مگر اس سے بہتر نشان عطا کرتے ہیں - تو نہیں جانتا کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے -

اور گویا میں کسی کو کہتا ہوں لَا تَخَفْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا -

اور کشفی نظر میں ایک نواب میرے سامنے آیا - اور ساتھ ہی یہ الہام ہوا - اے سیف اپنا رخ پھیر لے - جسکی نسبت یہ تفہیم ہوئی - کہ اس کے بعض شرکاء خاندان جو اس سے تنازع کرتے ہیں کسی وقت اس پر غالب آجائینگے - اور سیف سے مراد غلبہ ہے -

چند روز کا الہام

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ دَیَّارًا -

اہلحدیث کی ایک اور دینی خدمت

اس سے پہلے ناظرین الحکم نے اخبار اہلحدیث کی اون خدمات کا تو اعتراف کر ہی لیا ہوگا جو کہ ہم نے الحکم نمبر ۲۹ جلد ۱۰ مورخہ ۱۷- اگست ۱۹۰۶ء میں ذکر کرکے توجہ دلائی تھی اور ثابت کیا تھا کہ اخبار اہلحدیث کے ایڈیٹر میاں ثناء اللہ صاحب امرتسری کسی طرح بھی اپنے ان مقاصد و اغراض میں سچے اور پورے نہیں ہیں کہ دین اسلام و سنت نبی علیہ السلام کی حمایت و اشاعت کرنا۔ اور کہ مسلمانوں کی عموماً اور اہلحدیث کی خصوصاً دینی و دنیوی خدمت کرنا۔ اگرچہ ان خدمات کے اعتراف کرنے کا تو بارہا ہمکو موقع ملا ہے مگر بعض بعض موقعے نہایت ہی قابل قدر بھی آجاتے ہیں۔ اسلئے ہم نے مناسب سمجھا کہ اس موقع کو جو سر دست میسر آیا ہے عزت کی نظر سے دیکھکر اسکی قدر کرکے مولوی صاحب کی داد دیں اور دیکھلا دیں کہ دینی حمایت و اشاعت کا مدعی فاضل کہانتک کوشش و محنت سے سرگرمی دکھاتا ہے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ کچھ عرصہ سے فاضل مذکور کے دماغ میں ڈاکٹر عبدالحکیم کے مرتد ہونے سے یہ سمایا ہے کہ دراصل جس نبوت کے مدعی کے پیروؤں میں سے مرتد ہو جاویں وہ جھوٹا نبی ہوتا ہے چونکہ دل پر آئی ہوئی بات اور یقین میں جگہ پکڑا ہوا اعتقاد چھپ نہیں سکتا اسلئے جناب مولوی صاحب نے بلا خوف و خطر مرد میدان بنکر ایک مجلس میں ظاہر بھی کر دیا جسکا ذکر اونکے ایک مداح نے اخبار اہلحدیث نمبر ۳۲ جلد ۳ میں چھپوا کر مولوی فاضل کے اعتقاد کی قلعی کھولدی۔

اس بیان کو پڑھکر سیرت انبیاء اور قرآن و حدیث پر نظر رکھنے والوں کو سخت تعجب و افسوس ہوا اور فاضل کی لیاقت اور قرآن و حدیث دانی پر آٹھ آٹھ آنسو نکل آئے کہ یہ کسطرح کا مولوی ہے جو نہ صرف قرآن و حدیث سے ہی انکار و فرار کرتا ہے بلکہ تواتر کا بھی منکر ہے چنانچہ اس کی تردید میں کئی ایک مضمون نکلے جس میں بڑی زور و شور سے ثابت کیا گیا کہ سنت اللہ انبیاء کے ساتھ یہی ہے کہ بعض دل کے کچے اور مردار دنیا سے محبت رکھنے والے ضرور بضرور مرتد ہو جاتے ہیں نیز اون لوگوں کے نام بتلائے گئے جو مرتد ہوئے ہیں اور تاریخ سے بھی ثبوت دیکر دیکھلایا گیا کہ آنحضرت صلعم کے وقت کس قدر مسلمان مرتد ہوئے تھے یہانتک کہ مدینہ پر حضرت اقدس سیدنا ابوبکر علیہ السلام کے مبارک وقت میں حملہ کرکے مسلمانوں کو مٹا دینے کی ٹھان لی تھی۔ اور یہ ایک ایسا معقول ثبوت اور دندان شکن جواب تھا کہ مولوی فاضل کا قافیہ تنگ ہو گیا اور کچھ جواب نہ بن آیا۔ ارے میاں! جواب بن ہی کیسے آتا ہو تو پہلے اس بات کا قائل ہی ہے کہ ایسے نبی جنکے پیرو مرتد ہوں جھوٹے ہوتے ہیں پھر وہ جواب کیا خاک دیتا۔ ہاں یہ بات ضرور تھی کہ علانیہ اقرار کرنا درست نہ تھا کیونکہ ایسا کرنا مصلحت کے خلاف تھا اور کہ مبادا پھر نہ کفر کا فتوٰے ٹھوکا جاوے جس کے محو کرنے کے لئے اون سے ناخون تک زور لگایا مگر پھر بھی ناکام اور نامراد رہا یعنی مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی صاحب نے ہم کو ایک کارڈ کے ذریعہ اطلاع دی کہ میں اپنے اربعین والے فتوے پر قائم ہوں۔ جس سے ہمارے نزدیک مولوی جی کا انتک کوشش کرنا اور کلام المبین کی تالیف و تصنیف کا ناگوار بوجھ برداشت کرکے شائع کرنا کرانا رائیگان گیا۔ خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا۔

اس کے بعد ہمارے دوست جناب سید قاسم علی صاحب دہلوی نے (جو حال میں اندھے پادری کو شکست فاش دے چکے ہیں) مولوی جی کی خدمت کرنی شروع کردی اس سبب کا نتیجہ یہ ہوا کہ بیچارہ مولوی گھبرا گیا اور بقول اس کے کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ایہی مناسب سمجھا (اپنے مافی ضمیر پر قیاس کرکے) کہ ان تمام باتوں کا جواب بطور نمود کے یوں پہنچانے چاہئے کہ ثابت کیا جاوے کہ گویا نعوذ باللہ (نقل کفر کفر نباشد) جناب مولانا شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم حضرت اقدس علیہ السلام سے دلی عقیدت نہیں رکھتے۔ کیوں نہو ایسا ہوتا ہے بقول آنکہ ساون کے اندھے کو سب کچھ ہرا ہی نظر آتا ہے۔ چونکہ آپکا اعتقاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر صرف نمائش ہے جسکا ثبوت آپنے ایک ہی مجلس میں دیا تھا جسکا ذکر اخبار اہلحدیث ۳۲ جلد ۳ میں ہے بنا بریں آپ نے یقین کر لیا کہ شاید جسطرح کہ میں ایڈیٹر ہونے کی حیثیت سے ایسا اعتقاد رکھتا ہوں کہ جس سے آنحضرت صلعم کی صداقت پر زد پڑتی ہے اس لئے شاید ایڈیٹر الحکم بھی ایسا ہی ہو۔ علاوہ ازیں فاضل نے اپنے آپ کو نیز اپنے ہم مشربوں اور مداحوں کے یہودی ہونے کا بھی ثبوت دیدیا ہے جو کہ اخبار اہلحدیث نمبر ۴ جلد ۴ صفحہ ۱۰ کالم ۲ میں باین الفاظ موجود ہے کہ جو آیت یہودیوں کے حق میں تھی تحسبہم جمیعا و قلوبہم شتی وہ تھی ہمارے حق میں آتی ہے وہ خوب اٹکیلیوں پر ہو؟ وہ جادو وہ ہے جو سر چڑھکے بولے اجی حضور! ہم تو آپ پر اور آپکے ہم مشربوں اور مداحوں اور طرفداروں پر اور بھی بوجہ سے یہ گمان لاکر حق الیقین تک پہونچ چکے ہیں جس دن سے آپ نے خدا کے صادق رسول حضرت اقدس سیدنا میرزا صاحب علیہ السلام سے انکار و فرار کرکے یہود کے علماء کی طرح اونپر جرح و قدح کرنا شروع کیا ہے ہاں یہ بات ضرور تھی کہ آپ اقرار بالملسان ہمارے روبرو موجود نہ تھا سو آپنے نہایت مہربانی کی کہ جو اسکا بدرستی ہوئی وہ یہ کہ اس اعلان کر دیا کہ جو آیت یہودیوں کے حق میں تھی وہی آپ کے حق میں ہے مگر تعجب ہے تو صرف یہ ہے کہ آپ یہودی تو بنگئے اور اسکا اقرار تحریری بھی کر دیا مگر مسیح کیلئے کسی اور زمانہ کا انتظار کر رہے ہیں حالانکہ یہودیت آپ پر اور آپکے ساتھیوں پر اسوقت اسقدر گہرا اثر کر گیا ہے کہ حق بات بھی نظر نہیں آتی جو کچھ حضرت عیسے علیہ السلام کے وقت یہود کے فریسیوں اور فقیہوں کا حال تھا افسوس کہ نہ تو آپ کسی قدر کم ہیں اور نہ وہ آپکے کسیقدر زیادہ تھے پھر کیفیت اس طرح اعلان کر دینا کچھ مفید ہے کیونکہ اس سے نتیجہ نکالنے والا آخر کار نتیجہ ضرور نکال ہی لینگے کہ جب آپ یہودی ہوگئے باوجود امت محمدیہ صلعم کے پیرو کہلانے کے تو مسیح کیوں اسرائیلی آوے؟ اسلئے ثابت ہوا کہ مسیح بھی دراصل ایسی امت میں سے آنا تھا جو آگیا اور وہ ہی اوسوقت کہ جبکہ وقت یہ امت یہود کی مانند ہو جاویگی اور اسکی علماء بالکل یہودیوں کی فریسیوں اور فقیہوں کا سا لباس پہنکر جلوہ گر ہونگے اور یہی آنحضرت صلعم نے پیشگوئی بھی کی تھی جسکا اس حدیث میں بھی ذکر ہے کہ عن ابی سعیدؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لتتبعن سنن من قبلکم شبرا بشبر و ذراعا بذراع حتی لو دخلوا حجر ضب تبعتموہم قیل یا رسول اللہ الیہود والنصاریٰ قال فمن متفق علیہ یعنی آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم چلوگے راہ پر اگلوں کی بالشت بالشت اور گز بگز یہانتک کہ اگر وہ کسی سوسمار کے سوراخ میں گھسے ہونگے تو تم بھی اونکی پیروی کروگے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا مراد اگلوں سے یہود اور نصاریٰ ہیں؟ فرمایا حضرت نے اور کون ہیں۔ روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے متفق اللفظ۔

غرض یہ ایک بڑی مفید بات ہوئی کہ خود ہی اپنے اخبار کے ذریعہ اپنے اور اپنے ساتھیوں کا حال بیان کر دیا اور یہ بھی بات ہے کہ سچی بات آخرکار منہ سے نکلے بیدن نہیں رہ سکتی اور یہ تو ایک اقرار صالح ایک مجلس میں کر چکے ہی ہیں کہ جھوٹے نبی کی سب سے بڑی نشانی یہی ہے کہ اونپر ایمان لاکر کوئی اون سے مرتد نہیں ہوتا اور اسلئے ممکن ہے کہ مدعی حمایت و اشاعت دین اسلام و سنت نبی علیہ السلام کے دل میں جبکہ قرآن و حدیث و تواتر سے دیکھلایا گیا اور ثابت کیا گیا کہ آنحضرت صلعم کے قبیلے کے قبیلے مرتد ہو چکے ہیں اور اب بھی بعض عقل کے اندھے ہو رہے ہیں آنحضرت صلعم کی صداقت کی نسبت یقینی طور پر شک پڑ گیا ہوگا اور اسکا ثبوت اسطرح بھی ملتا ہے کہ اونہوں نے ان امور کی نسبت اپنے اخبار میں کچھ بھی لکھنے کی جرات نہ کی اور اس عدم ثبوت سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ دراصل اونکے دل میں آنحضرت صلعم کی بعثت قبیلے کے قبیلے مرتد ہونے سے ضرور بالضرور شک پڑ گئے ہونگے کیونکہ اگر شک نہ پڑے ہوتے تو کم سے کم کچھ تو وہ اپنی زبان اور قلم سے اپنے مافی الضمیر کا حال لکھتا مگر اوس سے کچھ بھی نہ ہو سکا اسلئے ثابت ہوا کہ اور کا ... یہی ایمان ہے جو دوسرے ایک بھری مجلس میں ظاہر کیا اور اسطرح آنحضرت صلعم پر اس کا ایمان صرف نمائشی ہے اور اس نمائشی ایمان کا اظہار شیخ یعقوب علی صاحب کے پیرایہ میں لوگوں کے آگے پیش کرنا مناسب خیال کیا کیونکہ یہ تو ممکن ہے کہ اگر اعلانیہ طور پر وہ ظاہر کرتا کہ میرا یہ ایمان ہے کہ مانتے ہیں تو نہیں مرتا ہوں وہ جھوٹا نہیں ہے اور اسلئے آنحضرت صلعم کی صداقت میں مجھکو شک ہو گیا تو وہ ہم پال مرتد کیطرح اسکی بھی گت بنتی اور الہی تو دھرم پال مرتد کی کتابوں کے اوس سیدھے جواب دیکر سید ہے سدھا ہی ہے پھر کوئی تردید میں لوگ لکھے سید ہے کیے تے اسلئے بقول اسکے کہ سانپ بھی مرجاوے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے یہ تدبیر کی کہ اپنے مافی الضمیر کا حال اس پیرایہ میں پیش کیا جاوے اور اسکا بڑا ثبوت یہ ہے کہ یعقوب علی صاحب سے کوئی ایسی بات اعلانیہ یا غیر علانیہ ظہور میں نہیں آئی جیسے کہ میاں ثناء اللہ صاحب سے کہ علانیہ طور پر ایک بھری مجلس میں بیان کر...

...کیے شاباش شاباش!! شاباش!!! شاباش!!! سه این کار از تو آید و مردان چنین کنند * خاکسار محمد حسین از لاہور چاہ میرانی

وصیّت

(۱) میں مسمی محمد موسےٰ ولد میاں کریم بخش صاحب قوم لوہار ساکن موضع چھاپہ تحصیل و ضلع لاہور۔ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ یکم جنوری سنہ ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھدیتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔ جو میں اپنی قلم سے خود لکھدیتا ہوں۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود و رئیس قادیاں ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں۔ اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں کہ جو رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود کیطرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا ہے۔ تمام و کمال پڑھ لیا ہے۔ میں ان ہدایات کا جو اسمیں درج ہیں پابند ہوں۔ اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہونگا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی [طرف] سے یا انکی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ [قادیا]ں کیطرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیاں [کے] متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئی یا آئندہ شائع ہونگی۔ میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط قواعد و شرائط مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہینگے۔

(۴) میری جائداد جو اسوقت حسب ذیل ہے بائیسکل نو عدد اور تمام پرزہ جات بائیسکل اور سونگر مشین کے متعلق اور کچھ اوزار وغیرہ وغیرہ جسپر اسوقت میرا مالکانہ قبضہ ہے اور اس جائداد میں میرا کوئی شریک نہیں۔ میں آج کی تاریخ اس جائداد کے ⅒ حصہ کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری یہ جائداد جو اسوقت جسکی قیمت تقریباً چار ہزار پانچسو روپیہ ہے۔ میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیاں کے سپرد کیجاوے۔ انجمن مذکور کا اختیار ہوگا۔ کہ میرے مرنے کے بعد اس جائداد کو میری بقیہ جائداد سے الگ کرے۔ اسمیں شامل رہنے دے۔ یا وہ اسکو فروخت کرکے اسکی قیمت وصول کرے۔ یا فروخت نکرے۔ تو اس وصیت کردہ جائداد سے منافع اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے۔ غرضکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائداد کی مالک متصور ہو۔ میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو۔ یا غیر احمدی۔ میری اس وصیت کردہ جائداد سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر میری جائداد وصیت کردہ کی قیمت آیندہ کو بڑھجاوے تو اسکی مالک بھی انجمن مذکور ہے بحساب ⅒ حصہ کے۔ اگر خدانخواستہ میری جائداد مذکور کسی وجہ سے کم ہوجاوے۔ تو ہر حالت میں انجمن احمدیہ ⅒ حصہ اسکی حقدار سمجھی جاویگی۔ جو جائداد میرے مرنے کے بعد ترکہ ہوگا میری طرف سے ایک عرض ہے۔ اگر میری اولاد اسوقت میں میرے مرنے کے بعد یہ درخواست کرے ترکہ جائداد ⅒ جو ہو۔ اسکی قیمت علاوہ پختہ طور پر تحریر کراکے ایکسٹو روپیہ ماہوار انجمن احمدیہ کو ملتی رہے۔ جبتک وہ تعداد پوری نہ ہوجاوے۔ یہ اسحالت میں ایسی بات اختیار کیجاوے کہ جسحالت میں میری اولاد کیطرف سے کوئی معتبر اور پختہ ضمانت دینے کو طیار ہو تاکہ بعد اس کے کوئی کسی طرح کا نہ ہو کا صدر انجمن احمدیہ کے ساتھ نہ ہو۔ اس درخواست کی منظوری پر موقع انجمن احمدیہ کے اختیار ہوگا۔ اس کے علاوہ تمام مال میرا حسب ہدایات قرآن مجید کے تقسیم کیا جاوے۔ اگر میں کسی جنون میں آکر یا کسی کے دباؤ میں یا کوئی اور وجہ سے وصیت کردی۔ یا آیندہ کروں۔ اور وہ قرآن مجید کے خلاف ہو تو وہ ناجائز سمجھی جاوے۔ ہاں اگر جس کے نام کی دیگر کوئی وصیت میں لکھوں۔ اور [illegible] قرآن کے حق ہے تو جسقدر قرآن مجید کے حکم کی اسکو دینی طور پر مناسب اجازت دیں۔ حقدار بن سکتا ہے۔ پہلے ایک عورت کے نام وصیت پانچسو روپیہ کے متعلق کی تھی۔ اور بعد اسکے مجھکو معلوم ہوگیا کہ سوائے محل کے خرچ کرنا گناہ ہے۔ سو وہ وصیت میں فسخ کرتا ہوں۔ اور میرے مرنے کے بعد انجمن احمدیہ کو اپنا منفعت اور امین قرار دیتا ہوں۔ جو اسوقت میں رہنمائی ہوکر میری اولاد یا اور کوئی وارث ہو عمدہ راہ اختیار کراوے جسمیں انکو ذلیل ہونیکا خطرہ نہ ہو۔ اور وقتاً فوقتاً میرے تمام بھائی احمدی نگاہ رکھیں۔ جزاکم اللہ خیرا۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ بعد میں کوئی جائداد اور ماسوائے جائداد مذکورہ کے میری متروکہ ثابت ہو۔ تو ایسی جائداد فاضلہ کے متعلق بھی میری یہ وصیت ہے کہ جسکا مفصل ذکر میں نے فقرہ ماسبق نمبر ۴ میں وصیت میں کیا ہے۔ میں ایسی جائداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہونگا۔

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے۔ اور اگر میں قادیاں میں فوت نہ ہوں۔ تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہوچکی ہیں۔ یا آیندہ شائع ہونگی دارالامان قادیاں میں پہونچا دے۔ اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کیجاوے۔

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے۔ کہ میری تجہیز اور تکفین اور میری نعش کو قادیاں شریف پہونچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جسقدر خرچ اخراجات ہوں۔ ان اخراجات کی متکفل میری یہ جائداد وصیت کردہ جسکا ذکر میں نے فقرہ چہارم و پنجم میں کیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اندازہ کرکے میں رقم مذکور کو مجلس کے حوالہ کردونگا۔ جسکا اعلان مجلس مذکور کیطرف سے میں کرادونگا۔ اور اگر ان اخراجات کے لئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کرسکا۔ اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ ان اخراجات سے کم ہوں۔ تو میری دیگر متروکہ جائداد جو یہ وصیت کردہ جائداد شامل نہ ہوگی ان اخراجات کی متکفل ہوگی۔ اور میرے ورثار ان اخراجات کے ادا کرنے کی ذمہ وار ہونگے جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگے۔ اور میرے پسماندگان ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت شرعی سمجھینگے۔

(۸) یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاءً لوجہ اللہ کی ہے اور اگر حالات آیندہ کی بابت جنکا مجھے اسوقت علم نہیں۔ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکی تو اسصورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائداد کے متعلق کی ہے اور جسکا ذکر فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے۔ درست اور قائم رہیگی لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کیجاوے اور مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اجازت دے۔ میری نعش کو اور کہیں دفن نہ کیا جاوے۔ البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ پر دفن کیجا سکتی ہے۔

(۹) اگر حسب فقرہ نمبر ۸ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن ہوسکی۔ تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں جمع کراچکا ہونگا۔ یا میری جائداد متروکہ سے وصول ہوئے تھے۔ اسکو بھی وصول اور خرچ کرنیکا اختیار میرے ورثار کو نہ ہوگا۔ بلکہ مجلس کو ہوگا۔

العبد

محمد موسیٰ بقلم خود۔ یکم جنوری سنہ ۱۹۰۶ء

گواہ شد

عبداللہ ولد نتھو سکنہ موضع چھاپہ حال وارد ریکو در کشتاب

گواہ شد

شاہ دین ولد مولا بخش سکنہ [illegible] ملازم ریکو در کشتاب

ایک بے نظیر خط جو آپ کے پڑھنے کے قابل ہے

اس سے پہلے آپ مفرح عنبری کی نسبت بارہا ہندوستان بھر کے معزز ترین طبقہ کی رائے ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ جنمیں بڑے بڑے جلیل القدر حکام معزز عہدہ داران جاگیرداران۔ تاجران۔ حکمائے یونانی و ڈاکٹران شامل ہیں۔

جنسے بہتر شہادت کسی چیز کے حسن و قبح کی دریافت کے لئے تلاش کرنا لاحاصل ہے لیکن ذیل کا عجیب خط جسمیں آلہی شہادت موجود ہے

اپنی نوع کا نرالا اور شائد دنیا میں پہلا خط اور کسی کی دوائی کی نسبت پہلی شہادت ہے جو میرے مولا کریم کے رحم و فضل سے مجھ ناچیز کو حاصل ہوئی ہی اور وہ یہ ہے

از جناب بابو غلام رسول صاحب احمدی سٹیشن ماسٹر (جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک ملہم بھائی ہیں) برادرم حکیم محمد حسین صاحب قریشی سلمہ اللہ تعالے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں ایک مدت سے آپ کا اشتہار اخبار الحکم میں دیکھ رہا ہوں۔ مگر چونکہ اشتہاری دوائیوں سے مجھے سخت نفرت ہی اسواسطے میں ہمیشہ اسکو بھی بنظر حقارت دیکھتا رہا لیکن آج بوقت دوپہر جبکہ میں قیلولہ کر رہا تھا مجھے اس کے خریدنے کیطرف اپنے مولا کریم کریم کیطرف سے اشارہ ہوا۔ کہ یہ دوائی قوت باہ اور قوت جسم کے لئے مفید ہے۔ اس سے پہلے تو میں اسکی قیمت سے بھی ڈرتا تھا۔ مگر اب جبکہ مولا کریم نے اسکی نسبت اشارہ فرمایا تو ضرور اس کا استعمال کرنا چاہئے۔ لہذا عرض ہے کہ بدیدن کارڈ ہذا آپ تین ڈبیہ بذریعہ وی پی۔ پارسل ارسال فرمائیں۔

دوسرا خط جو بعد میں آیا } برادرم حکیم صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں نے آپکے اشتہارات (مفرح عنبری) کی اشاعت حتی الوسع کی یہانتک کہ تحصیلدار صاحب کو وہ اشتہار دیا گیا۔ اور آپ کی دوائی کی تعریف بھی کی گئی۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ اس دوائی کے متعلق مجھے اللہ تعالی کیطرف سے اشارات ہو چکے ہیں اور تب مجھے کامل یقین ہو گیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ لہذا آپ تین ڈبیہ مفرح عنبری بذریعہ وی۔ پی پارسل بھیجدیں۔ آپ کا تابعدار غلام رسول ستھر

المشتہر

حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مفرح دلکشا **حویلی کابلی مل لاہور**

[illegible] یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔

عید کی تقریب آگئی ہے

اللہ تعالیٰ کے محض فضل وکرم سے پھر موقع ملا ہے کہ احباب کو تقریب عید پر توجہ دلاؤں۔ سلسلہ کی اولیات کی تاریخ میں سیالکوٹ کی جماعت احمدیہ کے نام اس مبارک کام کی ابتدائی تحریک ہمیشہ یادگار کے طور پر رہ جائے گی جو اس نے مدرسہ تعلیم الاسلام کی نصرت اور اعانت کے لئے کئی سال گذرے عملی رنگ میں قوم کے سامنے پیش کی۔ اور وہ تحریک اب ایسی تحریک نہیں رہی کہ جماعت اس سے باخبر نہ ہو۔ البتہ یہ سچ ہے کہ ابھی تک پورے اہتمام اور سعی بلیغ سے اس تحریک پر عملی درآمد نہیں ہوتا۔ ورنہ صرف ایک عید فنڈ ہی مدرسہ کے سال تمام کے اخراجات کو کافی ہو جاوے۔ کیونکہ جس حال میں جماعت کی تعداد تین لاکھ سے متجاوز ہے اور اگر بچوں اور ناداروں کو مستثنیٰ کر دیا جاوے۔ اور پچیس ہزار ہی ایسے احباب تجویز کئے جاویں۔ جو اس تقریب پر ایک ایک روپیہ دے دیں تو میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ عیدین کی تقریبوں پر پچاس ہزار روپیہ جمع ہو جاوے جو ہائی سکول کے سال تمام کے اخراجات کیلئے کافی ہو کر دو ہی سال کے اندر مدرسہ کی ایک شاندار عمارت کے بنا دینے کیلئے کافی ہو۔ اور اس کیلئے کسی مزید چندہ کی حاجت ہرگز نہ پڑے اور جہانتک میں خیال کرتا ہوں چندہ دینے والے موجود ہیں بشرطیکہ پورے طور پر تحریک اور ترغیب ہو اور ہر سال اس موقع پر اسی قسم کے فقرات لکھے جاتے ہیں اس کچھ شک نہیں کہ ہر سال اس تحریک کو اپنے ماسبق سال کی نسبت زیادہ کامیابی ہوتی ہے لیکن آرزو یہ ہے کہ پورے طور پر کامیاب کرنے کی عام اور متفق کوشش شروع کی جاوے تاکہ اس اہم قومی ضرورت کی راہ میں کوئی روک پیدا نہ ہو۔ جدید مدرسہ کیلئے ایک بڑی وسیع عمارت کا سوال مجلس ناظم التعلیم کے سامنے ہے اور اسے فکر ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو اس کیلئے انتظام کیا جاوے۔ مدرسہ میں جدید اوستادوں کی الگ ضرورت ہے جن کیوجہ سے اگر کچھ نہیں تو دو سو روپیہ ماہوار کا زائد خرچ بڑھ جائے گا اور یہ مستقل خرچ ہو گا۔ بورڈنگ کیلئے عمارت کا وسیع کرنا لازمی ہو گیا ہے اس لئے کہ لڑکے آرہے ہیں۔ ان تمام امور کو مد نظر رکھکر یہ سمجھ لینا کچھ بھی مشکل نہیں کہ آئندہ سال کا مدرسہ کا بجٹ نئی عمارت کے سوال کو چھوڑ کر بھی شاید بیس یا پچیس ہزار سالانہ تک پہونچے۔ پس ضرورت ہے اس امر کی کہ اسکا انتظام ابھی سے شروع ہو۔ اور اس کیلئے سر دست یہ عید کی تقریب آئی ہے اگر اس پر مدرسہ کی ناظم التعلیم کمیٹی کے پاس کم از کم دس بارہ ہزار روپیہ بھی آجاوے تو امید ہو سکتی ہے کہ اگلی عید پر پھر ایسی ہی رقم آجاوے۔ بہر حال میرا منشاء اس تحریک سے یہ ہے کہ عید فنڈ کو پوری مستعدی سے وصول کیا جاوے اور ایسا ہی مساکین کے لئے عید الفطر کا صدقہ بھی بھیجا جا سکتا ہے۔ اسی تحریک کے ضمن میں میں یہ بھی یاد دلانا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ جاڑے کے موسم کیوجہ سے مساکین۔ یتامی اور ان طالب علموں کیلئے جو حضرت حکیم الامتہ کے پاس صرف دینیات کی تحصیل کر رہے ہیں گرم کپڑوں کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ اس لئے کپڑے یا نقد جیسا کچھ کسی سے بن سکے وہ بھی اس موقع پر ضرور بھیجا جاوے۔

اور کل روپیہ مدرسہ کے متعلق امین مدرسہ تعلیم الاسلام کے نام آنا چاہیئے۔

عید فنڈ کو کامیاب بنانے کیلئے میرے خیال میں یہ بھی ایک سہل تجویز ہے کہ اگر ایک ہزار آدمی اپنا یہ عہد کر لیں کہ وہ اس موقع پر عشرہ روپیہ جمع کر کے مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے بھیجدیں گے تو تقسیم کام کی وجہ سے اصل مطلب آسانی سے پورا ہو جاوے

بہر حال قومی ضرورتوں کے پیش کر دینا اور ان کے پورا کرنے کی تجویز اپنی سمجھ کے موافق بتا دینا الحکم کا فرض ہے اس میں قبولیت کا اثر ڈالدینا اب مولا کریم کے فضل پر موقوف ہے۔ خدا کرے کہ قوم اس ضرورت کو محسوس کرے اور اس کیلئے مستعد طبعتیں ابھی سے کام کرنا شروع کر دیں۔ (آمین)

خریداران الحکم کو اطلاع

اخبار کی موجودہ سائز کا کاغذ چونکہ پنجاب میں بہت کم خرچ ہوتا ہے اسی نسبت سے آتا بھی ہے اور سودیشی تحریک کی وجہ سے کاغذ کی جسقدر کمیابی ہوئی ہے وہ کوئی مخفی اور پوشیدہ امر نہیں۔ اس اثر سے آپکا ناچیز خادم الحکم بھی خالی نہیں۔ پہلے بھی میں ناظرین کو اطلاع دے چکا ہوں کہ الحکم کے بعض سرپرستوں کے مشورہ سے یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ شروع سال سے الحکم کی تقطیع وہی خوب صورت اصلی تقطیع ہوگی جس پر برابر کئی سال تک چھپتا رہا ہے۔ چھپوائی اور کتابت کا نقص بھی پہلے کی نسبت رفع ہو چکا ہے۔ اور خدا کے فضل سے اور بھی اصلاح کی امید ہے۔ جیسا کہ ناظرین معلوم کر چکے ہیں۔ میں نے چھپوائی کی عمدگی اور بروقت اشاعت کی خاطر یہ تجویز کر لی ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو مشین منگوا لی جاوے اور خدا تعالیٰ نے چاہا تو یہ دقت رفع ہو جائیگی۔ میں خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کر کے کہتا ہوں۔ جہانتک ہو سکے گا۔ **الحکم اگلے سال سے عین اپنے وقت پر شائع ہوا کرے گا۔** میں نے اس کا انشاء اللہ پورا انتظام کر لیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ الحکم کے وہ سرپرست اور مربی جنہیں الحکم کے ساتھ ہمیشہ خاص محبت رہی ہے اس موقع پر اس امر کی طرف خاص توجہ کریں گے کہ اس کی توسیع اشاعت کے لئے سعی کریں اور ناظرین کو یہ بھی معلوم ہے کہ الحکم کا مالی سال ہمیشہ دسمبر سے شروع ہوا کرتا ہے۔ اور ۱۰۔ دسمبر کا الحکم خریداران کے نام عموماً وصولی قیمت کے لئے وی پی کیا جاتا ہے اور آیندہ کیلئے **بقایا کے تقاضاؤں سے نجات پانے اور الحکم کی راہ میں اس طرح پر آجانی والی مشکلات سے مخلصی کے لئے یہ ضروری امر ہے کہ بدوں وصول قیمت کسی کے نام الحکم جاری نہ کیا جاوے۔ اس لئے جو صاحب کسی وجہ سے اس قاعدہ کی پابندی نہ کر سکیں وہ اطلاع دیدیں۔** ہاں جو احباب ہمیشہ سے خریدار ہیں اور اپنے وقت مقررہ پر قیمت ادا کرتے ہیں۔ وہ مستثنے ہیں جن احباب کے نام دسمبر کا پرچہ ہر سال وی پی جاتا ہے۔ وہ مطلع رہیں کوئی الگ اطلاع اس کے سوا نہیں دی جائے گی۔

والسلام یعقوب علی ایڈیٹر الحکم

اعلان

کاغذ کے نہ آنے کی وجہ سے اور ایسی ہی وجوہات کی بنا پر ۲۱۔ اکتوبر ۱۹۰۶ء کا الحکم نہیں شایع ہو سکا۔ مینیجر

تازہ الہامات

۱۵۔ نومبر ۱۹۰۶ء بوقت سیر فرمایا۔

رات چونکہ ستائیسویں تھی۔ اور اس پر شب قدر کا بھی ظن ہوتا ہے میں نے سمجھا کہ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں شاید پھر یہ رات نصیب ہو یا نہ میں اٹھا اور نماز پڑھکر دعا کی۔ تو یہ الہام ہوئے۔

(۱) قادر ہے وہ بارگاہ جو ٹوٹا کام بنا دے
بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے

(۲) کمترین کا بیڑا غرق ہو گیا۔

(۳) تیری دعا قبول کی گئی۔

فرمایا۔ کمترین سے مراد کوئی شریر یا مخالف ہوگا۔ مگر ہمارے لئے تو تیسرا الہام عمدہ مقولہ ہے۔

اصل میں یہ تینوں پیشگوئیاں ہیں خواہ ایک شخص کیلئے ہوں یا تین شخصوں کیلئے

نہایت ضروری اور قابل توجہ اطلاع

جو رقوم مجھے دی جاتی ہیں یا میرے نام ارسال کیجاتی ہیں انکی باقاعدہ رسیدیں رسالہ تعلیم الاسلام میں شایع کی جاتی ہیں اگر کسی رقم کی رسید رسالہ میں شایع نہ ہو تو وہ جلد دفتر سکرٹری کے محرر کو اطلاع دے۔ پہلے اس سے ایک دفعہ اس پر توجہ نکرنے سے ایک صاحب نے دس روپیے جو مجھے دئے رسید نہ پہنچنے پر اطلاع نہیں دی اور اب چھ ماہ کے بعد اس رقم کی رسید مجھ سے طلب کی اس کا ابتک مجھے تردد ہے کہ کہاں درج ہو گی نیز ایک شخص نے مجھ سے قرضہ لیا اور وہ رقم قرضہ لینے والے نے ایسی طرح بھیجی کہ مدرسے میں جمع ہو گئی اور جب میں نے روپیہ طلب کیا تو اس کو سخت ابتلا پیش آیا کیونکہ اس نے خیال کیا کہ میں نے دوبارہ روپیہ طلب کیا ہے اس لئے ضروری ہے کہ جو صاحب کوئی رقم مجھے دیں یا بھیجے اول تو اس کی پوری تفصیل دے دوسرے اس کی رسید رسالہ تعلیم الاسلام میں دیکھ لیا کرے۔ نور الدین

بقایا دار توجہ کریں

پیسہ اخبار اور ڈاکٹر عبدالحکیم خاں الحکیم مرتد

اتفاقاً پیسہ اخبار مورخہ ۲۷ ر اکتوبر میری نظر سے گذرا اسمیں ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب کا ہی مضمون درج تھا جسمیں حضرت امامنا و مرشدنا جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام کو اور آپ کے خادماں کو گالیاں دیکر انہوں نے اپنا دل خوش کیا ہوا تھا۔ اگرچہ اس مضمون میں کوئی ایسی بات نہیں جو قابل التفات ہو اور ضروری نہ تھا کہ اس مضمون پر جو پُراز گندگی ہے توجہ کیجاوے کیونکہ جب سے اس نے ایک مامور من اللہ کی مخالفت پر کمر باندھی ہے یہی شیوہ اختیار کیا ہوا ہے کہ تحریرات اور تقریرات میں سوائے جناب مرزا صاحب کی مخالفت اور دشنام دہی کے اور کچھ اسکو کام نہیں۔ ہمارے لئے یہ خدا کا حکم ایسے شخص کے واسطے کافی ہے۔ واعرض عن الجاهلین۔ چونکہ ڈاکٹر صاحب کا بڑا دعوی ہے کہ میرے رسالہ جات الذکر الحکیم اور المسیح الدجال کا جواب کسی احمدی سے بن نہ پڑا نہ جواب ہو سکیگا جو ایک عجیب دعوے ہے اور اپنے موہنہ میاں مٹھو بننا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب یا تو اس طرف سے جو جواب ہوتا ہے دیکھتے ہی نہیں یا دوسری آنکھ ہی نہیں رکھتے کہ جس سے ان کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مضامین نظر آسکیں۔ حالانکہ ڈاکٹر صاحب کے رسالہ جات الذکر الحکیم اور المسیح الدجال فضول گوئی سے پرہیں اور ذرا معقولیت اپنے اندر نہیں رکھتے۔ اسلئے ضرورت نہ تھی کہ ان کا جواب دیا جاتا پھر بھی کئی احمدی برادران نے ڈاکٹر صاحب کی فضول تحریرات کا جواب دیا جو ایک عاقل کے لئے کافی تھا اور اب مخدومی و مکرمی منشی ظفر احمد صاحب نے ایک دندان شکن جواب دیا ہے جو اخبار بدر میں چھپ رہا ہے۔ اس سے ڈاکٹر صاحب کی قرآن دانی بھی ظاہر ہو جاوے گی اب اس مضمون کو پڑھکر بھی اگر وہ نہ سمجھیں تو پھر اس کو خدا سمجھے باوجود ان جوابوں کے ڈاکٹر صاحب وہی مرغی کی ایک ٹانگ اور اڑاہے جاتے ہیں۔

حضرت مرزا صاحب کی امیرانہ حالت پر ڈاکٹر صاحب کو بڑا حسد ہے۔ مرزا صاحب ان کیطرح نو دولتی نہیں بلکہ آبا و اجداد سے امیر ہیں امیر ابن امیر ابن امیر۔

آپ کے چندہ دینے کے متعلق جناب ایڈیٹر صاحب اخبار بدر نے ہی فیصلہ کر دیا جو نیاضی آپ نے قیمت اخبار بدر کے دینے میں کی ہے یہ فیاضی چندہ لنگر خانہ اور چندہ مدرسہ میں کی ہوگی۔

اسلام کی خدمت جو حضرت مرزا صاحب نے کی اور کر رہے ہیں اسکو کیا موافقین اور کیا مخالفین سب ہی مانتے ہیں دماغ کی صحت کے ساتھ ہر ایک کو ماننا ہی پڑتا ہے۔ یورپ اور امریکہ والے بھی بول اٹھے اور ہر طرف سے آمنا کی صدا بلند ہو چکی مگر جس کا دماغ صحیح نہ ہو اگر وہ نہ مانے تو نہ مانے پاگل کی بڑ کون سنتا ہے۔ براہین احمدیہ پر آپ نے بہت کچھ زہر اگلا ہے۔ پہلے تو آپ نے یہ بتلایا ہوتا کہ آپ نے براہین احمدیہ کی قیمت پر کتنے ٹکے خرچ کئے یا اخبار بدر کے پانچ روپیہ کیطرح یہ بھی گپ ہی گپ ہے میرے خیال میں تو براہین احمدیہ آپنے مفت ہی اوڑائی کیونکہ براہین احمدیہ کا بہت سا حصہ مفت ہی تقسیم ہوا ہے اور بعید نہیں کہ آپ نے اپنی پہلی حالت ظاہر کرکے مفت لینے کی درخواست کی ہو جو منظور ہوئی ہو اگر کوئی ٹکہ خرچ کیا ہے تو لکھ بھیجیں کتاب واپس کریں اور قیمت لے لیویں حضرت مرزا صاحب نے بذریعہ اشتہار شائع کر دیا تھا کہ جو شخص براہین احمدیہ نہ رکھنا چاہے یا اس کو کوئی اعتراض ہو تو وہ کتاب واپس کرکے قیمت لے سکتا ہے۔ سو جس کے پاس براہین احمدیہ تھی اور اس نے قیمت واپس ہی لینی چاہی اس کو قیمت دی گئی اب اگر کوئی باقی ہوتا تو قیمت کا مطالبہ کرتا مگر مخالفونکی وہی مجنونانہ بڑ برابر چلی جاتی ہے۔ مدعی سست گواہ چست۔ آپ چار پانچ فیصدی کی تعداد گھر بیٹھے نہیں ہسپتال میں بیٹھے بیٹھے بنالی کچھ ثبوت ہی دیا ہوتا یا کسی کا نام ہی لکھا ہوتا ورنہ ایسی بے ثبوت بڑ کون سنتا ہے۔ براہین احمدیہ کے اکثر خریدار تو اس قسم کے تھے کہ چیدہ لوگوں کے پاس پہلی جلد بھیجی گئی جنہوں نے نہ قیمت دی اور نہ کتاب واپس کی تم کو خود اس سے اقبال ہے کسی احمدی کو اپنی کتابوں کی قیمت واپس دیکر ہی یہ گپ اوڑائی ہوتی ایک نے قیمت مانگی تو آپکے ہوش اڑ گئے اور گالیوں پر اتر آئے۔ بازاری لوگ ماں باپ اور مرشد کی گالیاں دیا کرتے ہیں اب جو کوئی حضرت مرزا صاحب کا مرید ہونے تو آپ جناب مرزا صاحب کو گالیاں دینی شروع کر دیتے ہیں یہ عجیب طریقہ ہے۔ آپ رہ رہ کر حضرت مرزا صاحب کو گالیاں دینی شروع کر دیتے ہیں حضرت ممدوح کا تو یہ جواب ہے کہ

گالیاں سنکے دعا دیتا ہوں ان لوگونکو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

مگر آپ کی وہی بات ہے کہ بیا کی کتیا بھس میں بیا ہی ٹکڑا دکھایا دوڑ دوڑ آئی۔ جواب تو آپ سے کچھ بنتا نہیں گالیوں پر اتر آتے ہیں۔

آپ اور ہزاروں روپیہ اشاعت اسلام کے واسطے خرچ کرتے ہنوز دلی دور است۔ تم کو اسلام سے کیا غرض جبکہ تم کو مسلمانوں کے پیشوا اور ہادی برحق جناب رسالتمآب حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم سے ہی کچھ سروکار نہیں پھر تم میں اور اسلام میں دوزخ اور بہشت کا فرق ہے۔

میرے چچا صاحب منشی حبیب الرحمان صاحب رئیس حاجی پور نے آپکو باطن کو ایک خط لکھا تھا جو الحکم ۱۴ ر جولائی میں ہی شائع ہو چکا ہے اور نہایت نرمی اور تہذیب کے ساتھ اس ناپاک طبع انسان کو بتلایا تھا کہ تم کبھی کچھ لکھتے ہو اور کبھی کچھ یہ تلون مزاجی اچھی نہیں پہلے مولویوں پر گالیوں کی بھرمار تھی۔ تو اب احمدیوں پر گالیوں کی بوچھاڑ ہے اس کو کسیقدر کھولکر لیکن نہایت اختصار کے ساتھ انکی تالیفات سے ہی ثابت کر دیا تھا اور اخیر میں لکھا تھا کہ ایسی حالت میں میں آپ کی تالیفات اپنے پاس رکھنا نہیں چاہتا اس لئے کتب ذیل جو اس وقت میرے پاس موجود ہیں اور جو وقتاً فوقتاً آپ سے خریدی ہیں بذریعہ پارسل واپس کرتا ہوں تفسیر ۔ الذکر الحکیم نمبر ۴۔ رسالہ اعتقاد مخصوص کل قیمت ان کتابوں کی للعہ (ٹھہر) ہے اگر آپ قیمت واپس کرنا نہ چاہیں اور واپس نہ کرنا دیانت داری سمجھیں تو آپ کو اختیار ہے)

چنانچہ کتابیں بذریعہ ریلوے پارسل واپس کر دیگئی تھیں اب ڈاکٹر صاحب بولے بھی تو ایسے بولے جس کا سر نہ پیر پہلے آدمی جھوٹ بولا تو اسقدر کہ جسقدر نمک میں آٹا۔ آپ لکھتے ہیں کہ گویا کتابیں بذریعہ قیمت طلب پارسل روانہ ہوئیں۔ بھلا انہوں نے کب لکھا تھا کہ بذریعہ قیمت طلب پارسل روانہ کرتا ہوں۔ کیا اس تحریر کا جو اوپر لکھی گئی ہے اور الحکم میں چھپ چکی ہے یہی معنے ہیں۔ اسی پر آپ نے اعتراض کرتے ہوئے گالیاں بھی دینی شروع کر دی ہیں۔ آپ کی سمجھ پر قربان ہونا چاہیے اسی پر ملہم ہونے کا دعوے ہے مگر یہ تو بتلائیں کہ ایسا جھوٹ بولنا کس کی سفلگی اور بے حیائی ہے۔

بیشک حضرت مرزا صاحب صحابہ کرام رضہ کی مثال اپنے مریدوں میں پیش کرتے ہیں اور آپ اس کو پسند نہیں کرتے۔ اور کیوں پسند کرتے جبکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ہی آپ کے نزدیک ضروری نہیں تو اب صحابہ رضہ کی مثال آپ کو کیوں پسند ہوگی۔ اب آپ جادوگروں اور ڈاکوؤں۔ اور رشوت ستان لوگونکی مثال پیش کریں۔ طاعون کے دنوں میں آپکا دورہ آپ کو یاد ہوگا جس نے دیا ایک بھلا ہو گیا۔ صحابہ رضہ بیشک ہمارے لئے مثال ہیں اور ان کے قدم بقدم چلنا ہم اپنے لئے باعث فلاح سمجھتے ہیں۔ فقط

راقم حافظ محبوب الرحمن احمدی از حاجی پور ڈاکخانہ پھکواڑہ

پتہ بتادو

ایک نوجوان لڑکا عبید اللہ نام عمر ۱۷ یا ۱۸ سال لنبا قد گندم گوں چہرہ صاف ہے سر پر رومی ٹوپی ہے اور لٹھہ کی قمیص اور پتلون اور پھوٹہاری جوتا پہنے ہوئے ہے مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان میں پڑھتا ہے مڈل تک تعلیم یافتہ ہے گھر سے ناراض ہو کر کہیں چلا گیا ہے اس لڑکے کے والدین غریب ہیں اور باپ ضعیف ہے۔ قادیان ہی کا رہنے والا ہے جس بھائی کو پتہ ملے اسے اپنے پاس ٹھہرا لے اور دفتر الحکم میں اطلاع دے لڑکا بھلا مانس اور نیک چلن ہے۔

ایڈیٹر الحکم قادیان

شہادتِ غیر

کبھی بھولکر کسی سے نہ کرو کلام ایسا
کہ جو کوئی تمسے کرتا تمھین ناگوار ہوتا

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے نام سے مذہبی و علمی دنیا بخوبی واقف ہو چکی ہے اور آپکا شہرہ ہندوستان کی چار دیواری سے نکلکر چاردانگ عالم میں پھیل چکا ہے - عام خیال تو یہ ہے کہ حضرت مسیح معہ جسم زندہ آسمان پر چلے گئے اور آخر زمانہ میں وہی آسمان سے اوترینگے اور وہی مسیح موعود ہین لیکن مرزا صاحب اسکے خلاف یہ فرماتے ہیں کہ وہ مسیح علیہ السلام جو بنی اسرائیل میں نبی ہو کر تشریف لائے تھے فوت ہو گئے اور آنیوالا مسیح اسی امت کا ایک فرد ہے جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح ابن مریم کا خطاب عطا فرمایا ہے اور وہ مسیح موعود مین ہون - اس دعوے مین دو امر بحث طلب معلوم ہوتی ہین - اول یہ کہ آیا حضرت مسیح زندہ آسمان پر چلے گئے ہیں یا فی الحقیقت فوت ہو گئی دوسرے یہ کہ آیا مسیح موعود ہونے کی قابلیت مرزا صاحب مین پائی جاتی ہے یا نہیں ترتیب کے لحاظ سے پہلے بحث امر اول یعنی حیات و وفات حضرت مسیح ہیں ضروری معلوم ہوتی ہے - کیونکہ اگر حیات مسیح ثابت ہو جائے تو پھر مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے مین بحث کرنے کی ضرورت باقی نہین رہتی لیکن اگر حیات ثابت نہو بلکہ وفات کا یہ ثبوت پہونچ جائے تو پھر مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے مین بحث کرنے کی ضرورت پیدا ہوتی ہے - یونتو ہمارے علمانے اس مسئلہ مین بڑی توتو مین مین کی بہت سے رسالہ اور کتابیں لکھین لیکن نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس سیدہی اور صاف طریقہ کو چھوڑ کر اس معاملہ میں ایسی عجیب عجیب کارروائیون سے کام لیا ہے جنھون نے طالبان تحقیق کو حیرت مین ڈالدیا - ایک مولویصاحب فرماتے ہیں مرزا کو معجزات انبیاء سے انکار ہے دوسرے لکھتے ہیں وہ تو وجود ملائکہ سے بھی منکر ہے تیسرے مظہر ہین کہ وہ تو حشر و نشر دوزخ و جنت وغیرہ کو بھی نہین مانتا چوتھے رقمطراز ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتم الانبیاء ہونا بھی تو اسے تسلیم نہین بلکہ وہ تو آنحضرت اور اہلبیت آنحضرت کو گالیان دیتا اور تمام انبیاء کی سخت توہین کرتا ہے - خدا کی فرزند ہونیکا مدعی ہے بلکہ اپنے آپ کو خدا کا باپ بتاتا ہے نعوذ باللہ من ھذا الھفوات - لیکن جب مرزا صاحب کی وہ کتابیں دیکھی جائیں جنکا مولوی صاحبان کی حالت پر رحم بھی آتا ہے اور غیظ بھی - ایک مولویصاحب اپنے اشتہار میں لکھتے ہیں کہ مرزا نے حضرت عیسے کی نبوت سے قطعی انکار کیا ہے وہ کہتا ہے کہ عیسے کی نبوت پر کوئی دلیل قایم نہین ہوتی بلکہ ابطال نبوت پر کئی دلائل قایم ہیں لیکن جب اعجاز احمدی کا صفحہ ۱۳ جسکا حوالہ مولویصاحب نے دیا تھا دیکھا گیا تو اسکی عبارت کا مفہوم یہ معلوم ہوا کہ مرزا صاحب نے نبوت حضرت عیسے کا کہین بھی انکار نہین کیا بلکہ جا بجا اقرار کیا ہے - ہان یہہ البتہ لکھا ہے کہ قرآن شریف کو اگر علیحدہ کر لیا جائے تو پھر حضرت مسیح کی نبوت پر کوئی دلیل قایم نہین ہوتی جس کا بہت کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ قرآن شریف سے تو حضرت مسیح کی نبوت ثابت ہے - ہان کسی اور ذریعہ سے ثابت نہین - پھر مولوی صاحب فرماتے ہین کہ مرزا قرآن شریف کو ایک باطل کتاب بتاتا اور کہتا ہے کہ قرآن ایک جھوٹی کتاب ہے جسمیں تو اسمین مسیح کا نبی ہونا تسلیم کیا گیا ہے لیکن جب مرزا صاحب کی کتاب اعجاز احمدی کا صفحہ ۱۳ دیکھا جاوے تو یہہ مضمون ملتا ہے کہ یہ قرآن شریف کا احسان ہے کہ حضرت مسیح کے نبی ہونیکا اقرار کر دیا اور اسی وجہ سے ہم انپر ایمان لائے کہ وہ سچے نبی ہین اور برگزیدہ ہیں اور اُن تمام تہمتون سے معصوم ہیں جو اُن پر اور اونکی مان پر لگائی گئی ہین - العجب ثم العجب مرزا صاحب تو یہہ لکھین کہ ہم حضرت مسیح پر ایمان لائے وہ سچے نبی تھے اور ہم اُن کو ان تمام تہمتون سے جو انپر اور ان کی مان پر لگائی گئی ہین معصوم سمجھتے ہین مگر مولویصاحب فرمائیں کہ مرزا تو حضرت عیسے کی نبوت کا قطعی منکر ہے وہ تو ان کو مان بہن کی گالیان دیتا ہے -

انا للہ وانا الیہ راجعون

پھر مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ مرزا نے اعجاز احمدی کے صفحہ ۱۴ میں لکھا ہے کہ عیسے کو شیطانی الہام ہوا کرتے تھے لیکن جب کتاب دیکھی جائے تو یہہ مضمون ملیگا کہ انجیل مین تو یہہ لکھا ہے کہ کبھی کبھی آپ کو شیطانی الہام بھی ہوا کرتے تھے مگر اسلام کی حدیثون مین آپ کی یہہ صفات لکھی ہیں کہ خدا تعالیٰ نے شیطان سے آپ کو محفوظ رکھا کبھی آپنے شیطان کی پیروی نہین کی ایک یہودا اپنی کتاب مین لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ کسی بیگانہ عورت پر عاشق ہو گئے تھے لیکن جو بات دشمن کے منہ سے نکلے وہ قابل اعتبار نہین آپ خدا کے مقبول اور پیارے تھے خبیث ہیں وہ لوگ جو آپ پر یہ تہمتیں لگاتے ہین -

اب مولویصاحبان کا تو وہ ارشاد ہے اور مرزا صاحب یہ فرماتے ہیں ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا اسی قسم کے نہ ایک دو بلکہ صدہا و ہزارہا اعتراض ہیں جو مولوی صاحبان کی طرف سے کئے جاتے ہیں کاش ایسے اعتراضون سے تو خاموشی ہی اختیار کی جاتی تاکہ حضرات مولویصاحبان اتہام سازی کی گناہ سے محفوظ رہتے اگرچہ ہمکو مرزا صاحب سے کسی قسم کا تعلق و واسطہ نہین ہے -

تاہم مولویصاحبان کی ان خلاف دیانت و امانت کارروائیون کو ہمنے ہمیشہ نفرت کی نظر سے دیکھا ہے کہ ہمارے خیال مین ہر منصف مزاج و اعتدال پسند انسان خواہ وہ مرزا صاحب کے دعوی کا کیسا ہی مخالف کیون نہو اس قسم کی بیہودہ اور نامعقول حرکتون کو تو کبھی پسند نہ کرے گا -

یہ حرکتین جسقدر لایق نفرت و قابل کراہیت ہین ظاہر ہی ہے لیکن ابھی حال میں پرائے شگون کے لئے اپنی ناک کاٹنے کی جو تازہ مثال قایم کی گئی ہے وہ تو رہی دینے کے قابل ہے -

ناظرین لے ملاحظہ فرمائیں اور پھر سوچین کہ جوش نفسانیت و تعصب نے ہمارے علماء کو کہان سے کہان پہنچا دیا ہے - مرزا صاحب کے ایک مرید تھے ڈاکٹر عبد الحکیم خان ابھی کچھ تھوڑا ہی عرصہ ہوا کہ وہ مرزا صاحب سے پھر گئے ظاہر ہے کہ یہ کوئی ایسی بات نہین تھی جسکو حیرت کی نظر سے دیکھا جاتا نہ یہ کوئی ایسا امر تھا جس سے مرزا صاحب کے سچے یا جھوٹے ہونیکا نتیجہ نکالا جائے مگر مولویصاحبان کو اس سے کیا غرض - انہون نے بلا تامل کہنا شروع کر دیا کہ چونکہ مرید کا پھر جانا مرشد کے کاذب ہونیکی قطعی دلیل ہے اسلئے اب مرزا کے کاذب ہونے مین کچھ بھی شک نہین رہا اگر مرزا کاذب نہوتا تو عبد الحکیم خان اس سے کیون پھر جاتے اور چونکہ وہ پھر گئے لہذا مرزا کاذب ہے - یہہ خلاصہ ہے مولوی صاحبان کے اُن خیالات کا جو اس معاملہ میں انہون نے ظاہر کئے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم مولوی صاحبان نے مرزا صاحب کے جھٹلانیکے واسطے یہ قاعدہ تو گھڑ لیا کہ مرید کا پھر جانا مرشد کے کاذب ہونیکی قطعی دلیل ہے لیکن یہ نہ دیکھا کہ یہ قاعدہ مرزا صاحب کو لوگون کی نظر مین جھوٹا بنا سکے یا نہ بنا سکے مگر اسلام کا قلع قمع ضرور کر دیتا ہے اسلئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہت سے مرید اُن سے پھر گئے حضرت عیسے علیہ السلام کے اکثر حواری مرتد ہو گئے - اور سب سے بڑھکر یہ کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بعض بدبختون اور بدقسمتون نے روگردانی کی اب اگر مولویصاحب کے فرمانیکے مطابق مرید کے مرتد ہو جانیکو پیر کے کاذب ہونیکی دلیل مانا جائے تو پھر ساتھ ہی سارے انبیا کو بھی جھوٹا ماننا پڑیگا معاذ اللہ من ذالک - مولویصاحبان نے بظاہر تو حضرت مرزا صاحب کے جھٹلانیکے واسطے یہہ قاعدہ گھڑا لیکن فی الحقیقت مخالفین اسلام کے ہاتھ میں ایک تیز حربہ دیدیا ہے کہ جب جی چاہے اسلام پر چلائین اور مسلمانون کو ناقابل برداشت نقصان پہونچائین مثلاً اگر کوئی شخص مخالفین اسلام مین سے مولوی صاحبان کے قاعدہ کا حوالہ دیکر یہہ کہے کہ موسیٰ علیہ السلام سچے نبی نہین کیونکہ اونکے اکثر مرید انسے منحرف ہو گئے تھے پھر وہ یہ کہے کہ مسلمان حضرت عیسے کو نبی مانتے ہیں حالانکہ وہ ہرگز ہرگز نبی نہین تھے کیونکہ ان کے حواری ہی اکثر مرتد ہوئے تھے - پھر وہ مولوی صاحب کا وہی قاعدہ بآواز بلند لوگون کو سنا کر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نبی ہونے کا بھی انکار کرے اور کہے کہ وہ سچے نبی کیونکر ہو سکتے ہیں جب کہ مسلمانون کے مولوی صاحبان صاف اقرار کر چکے ہیں کہ مرید کا پھر جانا مرشد کے کاذب ہونے کی قطعی دلیل ہے اور مسلمانون ہی کی کتابون سے یہ بھی ثابت ہے کہ ان کے نبی سے بھی بہت سے لوگ مرتد ہوئے ہین اور اسی پر اکتفا نہ کرکے وہ زمانہ گذشتہ کے ساتھ زمانہ حال کے مرتدین کی ایک لمبی فہرست بھی مولوی صاحب کے آگے رکھے اور مولوی صاحب سے کہے کہ حضرت مولوی صاحب مسیلمہ کو تو آپ جانتے ہی ہونگے اور عبد اللہ سے بھی آپ بخوبی واقف ہونگے اور اگر کہین بھول گئے ہون تو پادری عماد الدین پادری صفدر علی پادری حسام الدین پادری احسان اللہ کو تو غالباً نہ بھولے ہونگے اور اگر ان کو بھی فراموش کر گئے ہون تو ڈاکٹر احمد شاہ شائق حافظ احمد مسیح ماسٹر عبد الغفور کو تو نہ بھولے ہونگے پھر وہ خوب جتا کر بلکہ مولوی صاحب کا شانہ ہلا کر کہے کہ حضرت مولوی صاحب اول الذکر وہ شخص ان لوگون مین سے ہین جو آپکے نبی کے زمانے مین مرتد ہوئے تھے مسیلمہ وہ جسنے نہ صرف یہ کہ اسلام سے روگردانی کی بلکہ نبوت کا دعوی بھی کیا تھا اور عبد اللہ وہ جو نبی عربی کی وحی لکھنے کی معزز عہدے پر مامور تھا باقی لوگ آپکے ہمعصر ہین جو اسی زمانہ مین وقتاً فوقتاً مرتد ہوئے آخر الذکر تین آدمی تو بہت ہی تھوڑا زمانہ ہوا کہ اسلام سے روکش ہوئے ہیں - ڈاکٹر سید احمد شاہ نے مذہب عیسوی اختیار کر لیا اور اسلام کی رد میں کتاب امہات مومنین لکھی - حافظ احمد مسیح بھی عیسائی ہوا اور اسنے بھی کئی کتابین تصنیف کین اور علماء دہلی کو مباہلہ

مباہلہ کے لئے بھی بار بار ملکارا عبد الغفور اسلام چھوڑکر آریہ بنا اور دہرم پال کے نام سے مشہور ہوکر ترک اسلام اور تہذیب الاسلام دو کتابیں تصنیف کیں - پس ایحضرت مولوی صاحب جب آپ کے نبی کے پیرو اونکی رحلت کے بعد بھی مرتد ہوئے اور خاص اونکے زمانہ حیات میں بھی تو پھر آپ کو اونکی نبوت سے انکار کر دینے اور اسلام کو خیر باد کہکر کسی اور گھر کی راہ لینے میں کیا پس و پیش کیں ہو چکی نماز مصلے اوٹھا ئیے - اسلئے کہ آپ خود بھی تو یہ تسلیم فرما چکے ہیں بلکہ آپ ہی اس قاعدہ کے موجد ہیں -

کہ مرید کا پھر جانا مرشد کے کاذب ہونیکی دلیل ہے اور آپ تو ایک ہی مرید کے مرتد ہو جانے پر پیر کے کاذب ہونیکا نتیجہ نکالتے تھے مگر آپ کے نبی کے تو بہت سے مرید مرتد ہوگئے پھر تامل کیسا مسجد کو سلام کیجئے اور گرجے یا مندر کی راہ لیجئے - اب سوچنا چاہئے کہ مولوی صاحب کیطرف سے جواب ہوئے نہوئے کا تو چنداں خیال نہیں اسلئے کہ اونکو تو اپنی زبان سے ملزم بنے اور پھر ڈھٹائی سے تو تو میں میں کرنیکی عادت ہوگئی ہے وہ تو موقع بموقع جو چاہینگے فرماتے چلے جاینگے لیکن خیال جو کچھہ ہے وہ ان عوام اہل اسلام کا جو بیچاری دنیا ہی کیوجہ سے مولوی صاحب کے اس قاعدہ کو صحیح تسلیم کر چکے ہوں انپر اس تقریر کا کیا اثر ہوگا اور جب وہ ایک طرف یہ دیکھینگے کہ ہمارے جبہ پوش و عمامہ بند مولوی صاحبان یہ بیان فرما چکے ہیں کہ مرید کا پھر جانا مرشد کے کاذب ہونیکا ثبوت ہے اور دوسری طرف اونکو یہ معلوم ہوگا کہ انبیا علیہم السلام اور پھر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی بلا شبہ و شک لوگ مرتد ہوئے ہیں تو وہ کس نتیجہ پر پہونچینگے اور اونکے دل پر کیا گذرے گی مولوی صاحبان مرزا صاحب کے جھٹلانے اور کاذب ٹھیرانے کو تائید اسلام قرار دیتے ہیں لیکن یہ تو خوب ہی تائید اسلام ہے جو اسلام کی جڑھ ہی کاٹے دیتی ہے خدا ان مولویوں کی حالت پر رحم فرمائے اور ان کو ہوش دے یہ تو حد سے گذر گئے جوش تعصب میں جا دیجا کچھہ نہیں دیکھتے بس کفر کا فتویٰ دینا جانتے ہیں ان کو ذراسی بات پر مخالف کیلئے مل جایئے غرض خواہ اس مخالفت سے اسلام کو ضرر ہی کیوں نہ پہونچتا ہو ان کو اپنے مخالف پر اعتراض جڑ دینے سے سروکار - خواہ وہ اعتراض کیسا ہی لچر اور پوچ کیوں نہو ان کو نکتہ چینی سے مطلب خواہ اس نکتہ چینی کی زد ان کے کسی مسلم بزرگ پر ہی کیوں نہ پڑتی ہو ان کو اپنی مخالف کی قول کی تردید سے کام خواہ وہ قول کیسا ہی مطابق قرآن و حدیث کیوں نہو وہ کچھہ نہیں دیکھتی کہ ہمارے قول کا نتیجہ کیا ہوگا وہ ذرا ہی نہیں سوچتے کہ جو کچھہ ہم کہہ رہے ہیں اس سے کہیں ہمارے مسلمات پر پانی تو نہیں پھیرا جاتا اسلام کو نفع پہونچے یا نقصان ان کا مدعا تو یہ ہے کہ کسی طرح ہمارے مخالف سے لوگ بھڑک جائیں کسی ولی یا نبی کی تکذیب لازم آجائے تو بلا سے آجائے مگر وہ چاہتے ہیں کہ ہمارا مخالف اعتراضوں کی بھرمار سے نہ بچنے پائے - انہوں نے اس قسم کی کارروائیوں کو اپنی کامیابی کا ذریعہ سمجھہ رکھا ہے وہ جانتے ہیں کہ جھوٹے الزام لگا کر ہم اپنے کسی مخالف پر فتح پا جاینگے حالانکہ ان نامعقول حرکتوں سے کسی کو بھی کامیابی حاصل ہوئی اور نہو سکتی ہے ہمیشہ ایسی حرکتوں کا انجام ذلت و رسوائی ہوا ہے ایصاحب کون کہتا ہے کہ مرزا صاحب کے دعوے کی تردید نہ کی جائے جو علما مرزا صاحب کو حق پر نہیں سمجھتے ان کا تو باعتبار علما دین و پیشوائے ملت ہونیکے فرض منصبی ہی یہی ہے کہ وہ مرزا صاحب کے دعویٰ کی تردید کریں اور عوام اہل اسلام کو مرزا صاحب کا دعویٰ قبول کرنیسے باز رکھنے میں مساعی ہوں لیکن یہ فرض عقلی و نقلی دلائل پیش کرکے اور پند و نصیحت فرماکر ادا ہونا چاہئے نہ کہ لغو الزامات لگا کر اور شرمناک بہتان باندہ کر یا بیہودہ قواعد گھڑ کر - اس میں شک نہیں کہ اس قسم کی کارروائیوں سے ابتدا میں عوام کو مرزا صاحب کی طرف سے نفرت و بیزاری پیدا ہو جاتی ہے اور جب وہ مولویصاحبان کا یہ بیان پڑھتے ہیں کہ مرزا صاحب نے پیغمبروں کو گالیاں دی ہیں آنحضرت اور اہل بیت آنحضرت ص کی سخت توہین کی ہے اپنے آپ کو خدا کا بیٹا اور پھر خدا کا باپ لکھا ہے تو جوش کا ایک دریا ان کے دلوں میں موجیں مارنے لگتا ہے لیکن جیسے جیسے لوگوں کو یہ معلوم ہوتا جاتا ہے کہ یہ سراسر اتہام ہیں جو تعصب اور جوش نفسانیت کیوجہ سے لگائے گئے ویسے ویسے لوگ بجائے مرزا صاحب سے متنفر ہونے کے حضرات مولوی صاحبان سے بیزار ہوتے جاتے ہیں کیسی افسوس کی بات ہے کہ اتہام لگانے کیوجہ سے گنہگار اور خدا کے مجرم بھی بنتے ہیں اور پھر جس غرض سے یہ حرکت گوارا کرتے ہیں وہ غرض بھی حاصل نہیں ہوتی جس شخص سے ہم کو اختلاف ہو اس کی تردید کرنیکا حق تو ہم کو ضرور حاصل ہے لیکن کیا ہم پر جھوٹے الزام لگانے اور اسکی عبارتوں کا انکے منشا کے خلاف مطلب بیان کرنیکے بھی مجاز ہیں اور کیا ہمکو یہ بھی لازم ہے کہ اسکی تردید کی غرض سے ہم ایسے کلمات زبان سے نکالیں جنسے ہمارے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی تکذیب لازم آتی ہو استغفر اللہ استغفر اللہ و لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اگر ہم خدانخواستہ ایسا کریں تو ہم سے زیادہ بد قسمت و بد بخت اور کون ہو سکتا ہے کاش حد سے متجاوز ہوکر افراط و تفریط کی راہ اختیار کر لینے والی ایک سنجیدہ اور حق پسند دل لیکر ہماری اس تحریر پر غور فرمائیں ہمنے جو کچھہ لکھا ہے وہ کسیکی تائید و تردید کے خیال سے ہرگز نہیں لکھا بلکہ محض اسوجہ سے لکھا ہے کہ ہماری نظر میں جھوٹے الزام لگانا سخت معقول حرکت ہے اور پھر کوئی ایسا کلمہ زبان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کی توہین لازم آتی ہو اس سے بھی زیادہ نامعقول و باعث روسیاہی ہر دو عالم مولویصاحبان کی تو تو میں میں اور اونکی خلاف انصاف کارروائیاں تو ہم مدت سے دیکھہ رہے ہیں مگر ہمنے کبھی دخل نہیں دیا لیکن یہ پچھلی کارروائی دیکھکر ہمسے ضبط نہو سکا اور ضبط ہوتا کیونکر مولویصاحب کے اس قاعدہ کی رو سے تو مسلمانوں پر وہ الزام قایم ہوتا ہے جسکا کوئی جواب نہیں ہو سکتا - اگر مولویصاحب کا یہ قاعدہ صحیح ہے کہ مرید کا پھر جانا مرشد کے کاذب ہونیکی دلیل ہے تو پھر مسلمانوں کیواسطے اس سے زیادہ ماتم کی اور کونسی بات ہو سکتی ہے کہ انکے نبی کے پیرو بھی مرتد ہوئے لیکن ہم پکار کر کہتے ہیں کہ یہ مولویصاحب کی من گھڑت ہے جسکی حقیقت میں کوئی اصلیت نہیں ہے اور مرید کا پھر جانا ہرگز ہرگز مرشد کے کاذب ہونیکی دلیل نہیں - نہ عقلاً اور نہ نقلاً بد بخت و بد سرشت مرید ہمیشہ کچھ مقدس و راستباز مرشدوں سے مرتد ہوتے رہے ہیں پس اگر انکے ارتداد کو کسی مقدس کے کاذب ہونیکا ثبوت سمجھا جائے تو پھر کسی ایک نبی کا صادق ثابت کرنا بھی محال قطعی ہو جائیگا چونکہ مولویصاحب کا یہ قاعدہ عقل و نقل کے بالکل ہی خلاف ہے اور اس سے تمام نبیوں اور سردار انبیا کا (نعوذ باللہ) جھوٹا ہونا لازم آتا ہے اسلئے ہم اس سے یہ تمام تر صفائی نفرت و بیزاری ظاہر کرتے ہیں اور چونکہ ہمکو ایسے الفاظ نہیں ملتے جنکے ذریعہ سے ہم اپنی نفرت و بیزاری کا جیسا کہ چاہئے اظہار کر سکیں اسلئے ہم اپنے اخبار کے ناظرین سے ملتجی ہیں کہ جو الفاظ اونکی نظر میں اظہار نفرت کیلئے زیادہ سے زیادہ مناسب معلوم ہوں وہ ہماری طرف سے بھی تصور فرمائیں - ایسے قاعدہ سے جسکا عقل و نقل دونوں سے کوئی ثبوت نہو - نفرت! نفرت!! نفرت!!!

ایسے قاعدہ پر جن سے آنحضرت صلے اللہ علیہ کی ذات بابرکات پر زد پڑتی ہو لعنت! لعنت!! لعنت!!!

ہم ظاہر کر چکے ہیں کہ ہمکو نہ جناب مرزا صاحب سے . . . . کچھہ مطلب ہے نہ اونکے دعوے سے کچھہ سروکار ہمنے جو کچھہ لکھا ہے اظہار حقیقت الامر کی غرض سے اور مخلوق خدا کو مغالطہ سے بچانے کیواسطے لکھا ہے لیکن اگر کوئی صاحب اس بیچے اور بلا در رعایت بیان سے جھلا کر ہمکو بھی کوئی خطاب عطا فرمادیں یعنے قادیانی کافر یا مرزائی ملحد کہنا شروع کر دیں یا یہ فتویٰ صادر فرمادیں کہ ایڈیٹر یونین گزٹ سے تماشہ کے طور پر بھی بات کرنا اپنی ماں کے ساتھہ ستر بار زنا کرنیسے زیادہ سخت ہے تو ہمکو اس کی بھی مطلق پروا نہیں کیونکہ ہمنے جو کچھہ لکھا ہے وہ اپنے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کی حمایت کی خیال سے لکھا ہے اسپر اگر ہم کو کافر کہا جائیگا تو ہم اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھینگے - بالآخر ہم یہ لکھکر اس مضمون کو ختم کرتے ہیں کہ ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب جنکی ہمارے علما آج کل بڑی تعریفیں کر رہے ہیں اور ہمارے بعض معاصرین نے جنکے مضامین کو بڑی خوشی سے شایع کیا ہے ایک نہایت ہی خطرناک آدمی ہیں ہمنے ان کی عجیب قسم تحریروں کو پڑہا ہے اور انکے رسالہ کا وہ حصہ بہت ہی غور سے دیکھا ہے جسمیں انہوں نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر لانا مدار نجات نہیں ہے - بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنیوالے بھی اگر اعمال صالحہ بجا لائیں اور خدا کی وحدانیت کے قائل ہوں تو ضرور نجات پائینگے - تعجب ہے ڈاکٹر عبد الحکیم خان جو نجات کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضروری نہ سمجھیں وہ تو آجکل ہمارے علما اور بعض اڈیٹران اخبار کے نزدیک مسلمان اور بہت بڑے مسلمان لیکن مرزا صاحب جنہوں نے اسی وجہ سے ڈاکٹر عبد الحکیم خان کو عاق کر دیا اور جو یہ کہتے ہیں کہ نجات پانا آنحضرت کو نبی مان لینے اور آپپر ایمان لانے پر منحصر ہے وہ کافر اور کٹر کافر - ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا افسوس کہ مرزا صاحب کے بغض کیوجہ سے لوگوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ ڈاکٹر عبد الحکیم خانصاحب فرما کیا رہے ہیں بس صرف اتنا دیکھکر کہ وہ مرزا صاحب سے مخالف ہو گئے ہیں انکی ہاں میں ہاں ملانی شروع کر دی ہمکو اس کارروائی کو بھی سخت اختلاف ہے اور ہم اس معاملہ میں مرزا صاحب کو بالکل حق پر سمجھتے ہیں اور اونکے اس قول کو کہ نجات کیواسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضروری ہے بالکل راست و صحیح قرار دیتے اور نہایت وقعت سے دیکھتے ہیں ہمکو عبد الحکیم خانصاحب مسلمان کی قول کی نسبت مرزا غلام احمد کافر کا یہہ قول کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ڈپٹی سر اراحمد کے مجوزہ اسلامی بنک پر اسلامی رائے

اور

اُن کے مغالطات پر اسلامیون کو اطلاع

متدرجہ ذیل مضمون کے چھاپ دینے کے لئے مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی نے خواہش کی ہے۔ اس لئے اس کو چھاپ دیا جاتا ہے۔ اڈیٹر الحکم

ڈپٹی صاحب کا انٹروڈیوس (تعریف و شناسائی کا بیان) جو ایڈیٹر وطن نے اپنے پرچہ نمبر ۲۰ جلد ۴ مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۰۶ء میں کیا ہے۔ اس میں جو اُن کا دنیاوی مرتبہ بیان کیا ہے کہ وہ بڑے دولتمند مالدار زمیندار ہیں۔ سرکاری عہدہ دار رہ چکے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس سے ہم کو بحث نہیں مگر جو اُن کا دینی منصب بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ شاید ہی اسلامی ضروریات کا کوئی مسئلہ جس سے انسان کو سابقہ پڑ سکتا ہے۔ ایسا ہو گا جو ان کے غور و فکر سے بچا رہا ہو (جس سے ایڈیٹر وطن نے مسلمانوں کو یہ جتایا ہے۔ کہ ڈپٹی صاحب احکام اسلام میں بھی رائے زنی کا حق رکھتے ہیں اور اُن کا فیصلہ یا اسلامی فیصلہ ہو سکتا ہے) اس پر بحث کرنا ہمارا منصبی فرض ہے۔ ایڈیٹر وطن کا یہ بیان غلط اور بالکل غلط ہے ڈپٹی صاحب سکھ مذہب چھوڑ کر مسلمان تو ہو گئے مگر اصول و فروع اسلام میں ان کو بہت ہی کم دخل ہے۔ دخل ہوتا کیونکر نہ انہوں نے بعد اسلام اسلامی علوم حاصل کئے نہ علمائے دین کی صحبت میں رہے مسلمان ہوتے ہی سرکاری ملازمات تحصیلداری پھر ڈپٹی کلکٹری میں لگ گئے۔ پس جس عقل اور معلومات سے وہ نہر کے مقدمات آبپاشی وغیرہ کا ججمنٹ (فیصلہ) کرتے تھے۔ اسی عقل و معلومات سے اپنے خیال میں مسئلہ دین اسلام کا ججمنٹ کرتے رہے لہذا دینیات میں اُن کے غور و فکر کا وہی نتیجہ ہوا اور ہونا چاہئے تھا۔ جو ایک نومسلم اور ناواقف اسلام کا ہوتا ہے۔ ایڈیٹر وطن نے اس بارہ میں خود دھوکہ کھایا اور مسلمانوں کو دھوکہ میں ڈالا ہے۔ وطن نمبر ۱۵ جلد ۴ مورخہ ۱۹ - مئی ۱۹۰۶ء میں آپ کا من گھڑت فیصلہ بابت جواز سود شائع ہوا تو خاکسار نے (جو ڈپٹی صاحب کا ان کے زمانہ سکھا شاہی اور ابتدائے اسلام اور ابتدا اور اختتام ملازمت سے آشنا اور ان کے علم و معلومات سے بخوبی واقف تھا) اس فیصلہ کو نہایت تعجب و افسوس سے پڑھا اور اس پر ۲۹ مئی ۱۹۰۶ء کو ڈپٹی صاحب کے نام اس مضمون کا خط (جو وطن ۱۷ اگست میں شائع ہوا ہے۔) لکھا کہ فتوے جواز سود آپ ہی کے دل و دماغ سے نکلا ہے (جیسا کہ خاکسار کا گمان تھا۔ جو اُوپر ظاہر کیا گیا ہے) تو اس کو میرے سامنے پیش کریں اور اگر کسی مولوی مُلّاں نے آپ کو یہ فتویٰ لکھ دیا ہے۔ تو اس کی نقل ارسال کریں۔ اس کا صحیح اور بے حیلہ جواب تو یہ تھا کہ آپ لکھ دیتے کہ یہ فتوے میرے ہی خیال کا نتیجہ ہے۔ یا یہ فلاں مولوی صاحب نے فتویٰ لکھ دیا ہے۔ جس کی نقل ارسال ہے۔ مگر چونکہ ڈپٹی صاحب کے پاس کوئی فتوے جو کسی دلیل شرعی سے مستند ہو۔ موجود نہ تھا اس لئے انہوں نے میرے خط کے جواب میں کوئی فتوے اپنا یا بیگانہ پیش نہ کیا۔ بلکہ میرے سوال کو ٹلانے کے لئے ایک یہ حیلہ نکالا کہ بجائے جواب سوال پر سوال کر دیا اور اُلٹا مجھ سے اپنے پندرہ سوالات کا جواب طلب کیا اور کہا کہ پہلے اس کے کہ میں آپ کے خط کا جواب عرض کروں۔ امورات ذیل دریافت کرتا ہوں۔ پھر اُن سوالات کو گن سنایا اور اس سے پہلے تمہید کے ضمن میں کہا کہ جو مشکلات اور وقتیں دین میں عاید ہوئی ہیں وہ علماء کی تنگ نظری سے عاید ہوئی ہیں اسلام وہ ہے۔ جو بحکم الاسلام ہو الفطرۃ فطرتی ہو۔ تمدنی احکام دائمی نہیں ہو سکتے وہ زمانہ کی رفتار سے بدلتے رہتے ہیں۔ لہذا وہ احکام اسلام میں داخل نہیں ہو سکتے۔ وہ زمانہ کی رفتار سے بدلتے رہتے ہیں۔ لہذا وہ احکام اسلام میں داخل نہیں ہو سکتے۔ پہلی سلطنتوں میں اور علماے اسلام کے خیالات میں غلطی و مغالطے سے وہ احکام اسلام سمجھے گئے تھے۔ مگر آخر زمانہ نے ان کو منسوخ کر دیا اور اس مغالطے کو بتلا دیا۔ پھر اس کی تمثیل میں آپ نے پہلے چار مسائل (۱) مسئلہ جہاد (۲) ملازمت سرکاری (۳) تعلیم انگریزی (۴) لباس و صورت میں مشابہت اقوام غیر کو ذکر کر کے یہ جتایا ہے۔ کہ پہلے علماء اسلام جہاد کو فرض اور ملازمت سرکاری اور تعلیم انگریزی و مشابہت اقوام غیر کو بحکم حدیث من تشبہ بقوم فھو منھم۔ جس نے مدت تک ستایا ہے۔ باپ بیٹوں میں عناد ڈلوا یا ناجائز جانتے تھے۔ اب جہاد کو ناجائز اور ملازمت اور تعلیم و مشابہت کو جائز جانتے ہیں۔ زمانہ نے ان کو بتا دیا ہے۔ کہ ان کے پہلے خیالات مغالطات تھے۔ اور اب مولوی صاحبوں کے فرزند کوٹ پتلون سے ڈٹے ہوئے اور داڑھیوں کا صفایا کراتے ہیں انہیں دمثلہ میں پانچویں مثال حرمت سود کو بیان کر کے یہ جتایا ہے۔ کہ یہ بھی ویسا ہی ایک مغالطہ تھا۔ اب عام تاجر مسلمان سود لیتے دیتے ہیں اور جو آدمی جہالت سے اس کی مخالفت کرتا ہے۔ وہ تباہی کے بھنور میں گرتا ہے مسلمانوں کا کاروبار تجارت سود کے بغیر نہیں چل سکتا۔ اب سُود کے لین دین کو آیتہ فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ نے جایز کر دیا ہے۔

اس پانچویں مثال کے متعلق آپکا دعوے متناقض اور بیان مشوش ہے۔ شروع میں تو آپنے حرمت سود کو بھی پہلی چار مثالوں کی طرح مغالطہ قرار دیا اور یہ جتایا ہے کہ یہ صرف مغالطہ تھا۔ جواب اُٹھ گیا ہے۔ حکم حرمت سود اسلامی حکم نہ تھا۔ علماء نے تنگ نظری اور جہالت سے اس کو حکم شرعی سمجھ رکھا تھا اور اخیر میں اس کو آیت فمن اضطر الخ کا محل اور مصداق ٹھہرا کر برخلاف دعوی سابق یہ کہا ہے۔ کہ سود لینا حرام تو ہے مگر اب مجبوری اور لاچاری سے جایز ہو گیا ہے۔ جیسے مردار یا سُؤر کا گوشت کھانا ہے تو حرام مگر بھوکھے مرتے کو کھا لینا جایز ہے۔ اس تمہید کے بعد آپنے وہ پندرہ سوال کئے۔ جن سے آپ کی غرض و مقصود یہ ہے۔ کہ حکم حرمت سود کے آگے ایک آڑ تنکے کو پہاڑ بنا کر کھڑی کر دی جاوے۔ تاکہ مسلمان دھوکہ میں آ کر اِن مشکلات کی نظر سے سود کو حرام کہنے میں تامل کریں۔

خاکسار پہلے اس تمہید کا جواب دیتا ہے اور پھر ان سوالات پانزدہ گانہ کا جواب ایسا دے گا۔ جن سے سامعین کا پہاڑ ایک تنکا جو ذرا سی پھونک سے اڑا جاتا ہے۔ نظر آوے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ

تمہید کا جواب

تمثیلات اربعہ کے بیان سے ڈپٹی صاحب کی نسبت میرا خیال کہ وہ اصول و مسایل اسلام میں بہت ہی کم رکھتے ہیں۔ سچا اور صحیح ثابت ہوتا ہے۔ اس کے سوا ان کے دعوے کا اِس سے کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ اِن چاروں مثالوں میں ایک بھی ایسی نہیں۔ جس میں پہلے مسلمانوں نے غلطی کھائی ہو اور اب وہ غلطی ظاہر ہو کر نکل گئی ہو۔ بلکہ وہ سب مثالیں اسوقت تک یکساں مسلم چلی آتی ہیں۔ زمانہ کے تغیر و تبدل سے ان میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔

(۱) جہاد جیسا کہ پہلے اسلام کا ایک رکن اعظم سمجھا جاتا تھا۔ اب بھی ویسا ہی تسلیم کیا جاتا ہے۔ کسی مسلمان نے اس کے فرض اور واجب العمل ہونے کا انکار نہیں۔ ہاں اس کے واسطے شروط ہیں۔ جن کے بغیر نہ وہ پہلے زمانہ اسلام میں جائز یا واجب سمجھا گیا تھا نہ اب سمجھا جاتا ہے۔ (خاکسار کا رسالہ الاقتصاد فی مسایل جہاد ملاحظہ ہو۔ جو اردو فارسی انگریزی میں شائع ہو چکا ہے۔)

(۲) سرکاری ملازمت یا اور اقوام غیر کی ملازمت جیسا کہ اب جائز مانی جاتی ہے ویسا ہی قدیم سے مسلم چلی آتی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا شاہ مصر کی ملازمت کرنا قرآن میں مذکور ہے اور حضرت علی کا ایک یہودی کی ملازمت کرنا حدیث میں مذکور ہے۔ ہاں اس میں بھی یہ شرط ہے کہ جس کام کے واسطے ملازمت اقوام غیر کوئی کرے وہ کام فی نفسہ جایز ہو۔ اس کا معصیت ہونا متعین نہ ہو اور منصفی وغیرہ سول لائن کی ملازمتیں ایسی ہی ہیں۔ (ہمارے مضامین ثلاثہ کفار کی نوکری اقسام ملازمت پر اشاعت جلد پنجم و وہم و یازدہم میں ملاحظہ ہوں۔)

(۳) تعلیم انگریزی یا اور اقوام غیر کی زبان

کیمینا اسلام میں کبھی ممنوع نہیں سمجھا گیا - قرآن سے یہی نہیں آیا ہے - اختلاف السنتکم والوانکم کہ کر اس کو جایز کیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو عبرانی سیکھنے کی اجازت دے کر اس کو جایز کیا ہے - پھر کسی مسلمان عالم نے عدم جواز کا فتویٰ نہیں دیا (اشاعۃ السنہ جلد ۵ نمبر ملاحظہ ہو) معلوم نہیں ڈپٹی صاحب کو کسی زمانہ میں جواز کا فتویٰ دینا علماء اسلام کا کہاں سے معلوم ہوا -

(۴) اقوام غیر سے جن امور میں مشابہت ابتداء اسلام سے ممنوع مسلم چلی آئی ہے انہیں امور میں اب بھی ممنوع مانی جاتی ہے نہ پہلے مطلقاً منع ہوئی تھی نہ اب مطلقاً جایز ہے - حدیث - من تشبہ بقوم فہو منہم سے کبھی نہیں سمجھا گیا اور نہ باپ بیٹے میں عناد ڈلوایا اور نہ کسی امر جایز کو حرام کیا - جو مورد اس کا پہلے سمجھا جاتا تھا وہی اب بھی تسلیم کیا جاتا ہے - (اس کی تفصیل جلد ۲ اشاعۃ السنہ میں ملاحظہ ہو) آپ نے حدیث کی نسبت ستانے اور عناد ڈلوانے کے الفاظ کہ کر تمام مسلمانوں کا دل دکھایا اور جھگڑا لوں اور نیچریوں اور عیسائیوں کو خوش کیا - آپکا تو مسلم ہونا ایسا ہی حکم تیرا ہے تو یہ اسلام کے لئے موجب ننگ و عار ہے - اس حدیث کی رو سے پہلے زمانہ میں جو ہریان منڈرانا حرام اور مونچھیں بڑھانا حرام سمجھا جاتا تھا - تو وہ اب بھی حرام ہے اور اسی پہ اتفاق جملہ مذاہب اسلام ہے ڈپٹی صاحب سے تعجب ہے - کہ وہ اس حکم اسلام کو منجملہ مغالطات شمار کرتے ہیں اور داڑھی کا صفایا کرانے کو رفع مغالطہ قرار دیتے ہیں پھر زیادہ تعجب یہ کہ وہ اب تک خود بھی اس مغالطہ میں مبتلا ہیں - اور عملاً اس غلطی و مغالطہ کو دور کرنے کی کوشش نہیں کرتے - جیسا کہ رفع مغالطہ حرمت سود میں عملاً کوشاں ہیں -

(۵) پانچویں مثال کے متعلق چونکہ آپکا دعوےٰ متناقض اور بیان مشوش ہے لہٰذا اس کا جواب بھی در مختلف وجوہ سے دیا جاتا ہے - اگر آپ کے نزدیک ابتداء اسلام سے حرمت مطلق سود مسلم چلی آتی ہے اور اب صرف بوجہ مجبوری و ضرورت وقت بحکم آیت "فمن اضطر" وہ ممانعت اٹھ گئی ہے اور جواز کی صورت پیدا ہو گئی ہے - تو پھر اس کو مغالطات قدیمہ اہل اسلام سے شمار کرنا کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے - اس صورت میں آپ پر یہ اعتراض بھی وارد ہوتا ہے - کہ آیت میں حالت اضطرار سے وہ حالت مراد ہے - کہ انسان مخمصہ یا ابتلاء کفار میں مبتلا ہو - اگر حرام نہ کھاوے تو اس کی جان جاتی رہے یا ایمان جائے اور جو اضطرار آپنے سود لینے دینے کی صورت میں فرض کر لیا ہے اس کا اثر جان جانے تک نہیں پہنچتا وہ اثر صرف دولت کی کمی یا تجارت میں عدم ترقی ہے لہٰذا اس آیت نے (جو جان جانے کے خوف کے وقت سور یا مردار کھا لینے کو جایز کرتی ہے) سود لینے کو (جس کے نہ لینے بقول آپ کے صرف مالی نقصان ہوتا ہے) کیوں کر جایز قرار دیا ہے کیا سود نہ لینے سے آدمی کی جان جاتی ہے اور اگر آپ کے نزدیک حرمت مطلق مسلم نہیں بلکہ وہ اس قید سے مقید ہے کہ سود زیادہ لیا جائے جس کو آپ یوسری کہتے ہیں تو پھر اس کو حالت ضرورت و مجبوری و اضطرار سے محفوظ کرنا اور آیت "فمن اضطر" کا مورد اور مصداق کوئی وجہ نہیں رکھتا تھوڑا سود لینا جس کو آپ بینکنگ انٹرسٹ کہتے ہیں) جایز ہے تو بہر حال جایز ہونا چاہیئے - پھر اس کو حالت اضطرار میں جایز کہنا اور آیت فمن اضطر کا مورد اور مصداق بنانا کیا معنے رکھتا ہے -

اس تمثیل سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈپٹی صاحب ہنوز سود کی جایز و ناجایز صورت کو خود بھی نہیں سمجھتے - کبھی جواز سود کو حالت اضطرار سے مختص کرتے ہیں - کبھی جواز میں تھوڑے ہونے کی قید لگا کر ہر حالت میں اس کو جایز بناتے ہیں اور اس پریشانی اور مختلف بیانی میں اپنی کلام کو خود نہیں سمجھتے اور خیال میں نہیں لا سکتے - اور معہذا حلت و جواز سود کے مفتی اور سود لینے کی ہدایت میں مسلمانوں کے لیڈر بن بیٹھے ہیں - لیڈر رہنما تو ایسے ہی ہوں - جو اپنی بات کو بھی نہ سمجھیں یہ تو ان تمثیلات خمسہ جزئیہ کا جواب ہے - اب اس اصول کلی ڈپٹی صاحب کا کہ وہ احکام تمدنی - دائمی نہیں ہو سکتے - زمانہ کی رفتار کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں - لہٰذا وہ احکام اسلام میں جو فطرتی ہے - داخل نہیں ہو سکتے - جواب دیا جاتا ہے - ناظرین توجہ سے سنیں - یہ اصول ڈپٹی صاحب نے اُن نیچریوں سے لیا ہے جو مسلمان کہلاتے ہیں اور پھر یہ کہتے ہیں کہ مذہب صرف روحانی - اور اعتقادی امور سے تعلق رکھتا ہے - جسمانی امور اور دنیاوی اعمال سے اس کا تعلق نہ ہونا چاہیئے - انہیں کا یہ مقولہ ہے - کہ دنیاوی اور جسمانی امور سے ہم جو چاہیں - پسند کریں - جو چاہیں کھائیں جو چاہیں - پہنیں - مذہب کا اس میں کوئی تعلق نہیں ہے - اس میں ہم کو زمانہ کی رفتار کے موافق چلنا چاہیئے نہ مذہب کی ہدایت پر انہیں کا یہ مقولہ ہے - زمانہ بدلے تو تم ہی بدل جاؤ ان کے ایک ہم خیال مگر بظاہر ہندو سے ہم نے بگوش خود یہ سنا کہ یہ کیا مذہب سالا (خربوزہ) کھانے پینے سے جاتا رہتا ہے - نیچریوں نے یہ اصول ان عیسائیوں سے سیکھا ہے - جو شریعت توریت کو طاق میں رکھ کر صرف عقیدہ تثلیث اور مسیح کی محبت و عقیدت اور الوہیت کو مذہب قرار دے چکے ہیں اس اصول نیچریہ و عیسایہ کے دو جواب ہیں ایک تحقیقی (جس میں کسی مذہب پر کوئی الزام نہیں ہوتا صرف تحقیق و اظہار حق بدلیل عمل میں آتا ہے - دوسرا الزامی جس میں انہیں لوگوں کے عمل و اعتقاد سے ان کے اصول کا رد کیا جاتا ہے چونکہ آج کل تحقیق و انصاف و دلیل کی بات اکثر قلوب پر وہ اثر نہیں کرتی جو الزامی بات اثر کرتی ہے - لہٰذا پہلے ہم الزامی جواب کو پیش کرتے ہیں - عیسائیوں کے خطاب میں ہم کہتے ہیں کہ اگرچہ کھانے پینے اور قوانین تمدن اور آئین حکومت و سلطنت میں آپ لوگوں نے شریعت توراتکو پس پشت ڈالدیا ہے - جن چیزوں کو توریت نے حرام کیا ہے ان کو آپ شوق سے نوش جان فرماتے ہیں - جن احکام کو قانون سیاست بنایا ہے ان کو آپ لوگ لغو جانتے ہیں مگر ہنوز بعض احکام معاشرت شریعت توریت کے آپ لوگ پابند ہیں مثلاً محرمات ابدیہ (جیسے ماں یا حقیقی بہن یا بیٹی یا پوتی) سے نکاح نہیں کرتے اور اس کو جایز نہیں رکھتے - کچھ عرصہ ہوا کہ امریکہ میں ایک نامی عیسائی جنٹلمین آنر ایبل شخص نے اپنی پوتی سے شادی کر لی - تو اس پر ملک کے تمام اعیان نے لے دے کی یہاں تک کہ اس کو وطن سے مہاجرت کرنی پڑی اس قسم کے تبو و شریعت آپ لوگوں میں پائے جاتے ہیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے - کہ آپ لوگوں کا یہ کہنا کہ مذہب صرف روحانی امور عقیدہ تثلیث و محبت مسیح سے تعلق رکھتا ہے زبانی حساب و کتاب ہے دل سے آپ ایسے امور کو بھی داخل مذہب سمجھتے ہیں - جن کو تمدن اور معاشرت سے بھی تعلق ہے - نیچریوں کے خطاب میں ہم کہتے ہیں کہ اگرچہ آپ لوگوں نے بہت سے امور متعلق معاشرت میں مذہب کو چھوڑ دیا ہے - مرد ہو کر سونا ریشم پہنتے ہیں اور اس کو جایز جانتے ہیں داڑھی کا صفایا کراتے ہیں اور اس کو جایز رکھتے اور پسند کرتے ہیں اور منہ پر داڑھی رکھنے کو حماقت اور جہالت کا اثر سمجھتے ہیں مگر بہت سی چیزیں خورد و نوش کی عیسائیوں کی طرح آپ لوگ جایز نہیں رکھتے - سور کو حلال نہیں کہتے جیسا کہ سود کو حلال کہتے ہیں حالانکہ سود اور سور بجز لفظی فرق دال و را کے کوئی فرق سر مو نہیں - نکاح کے احکام میں بالکل شریعت ظاہری جسمانی کے تابع ہیں - پھر آپ لوگ کیوں کر کہہ سکتے ہیں کہ مذہب صرف روحانی امور سے تعلق رکھتا ہے - جس روز عیسائیوں سے بڑھ کر اپنا عمل دکھائیں گے - سور بکری زوجہ ہمشیرہ کو یکساں کام میں لانے کو جایز کہیں گے اس دن آپ کو یہ کہنا زیبا ہو گا کہ مذہب کو معاشرت اور تمدن سے کوئی تعلق نہیں ہے - اس جواب کی مزید تحقیق و تشریح ہمارے مضمون جو نماز میں گرنمار چھپنے کے متعلق حکم شریعت میں لبضمن جلد ۱۲ ہو چکی ہے ناظرین ملاحظہ فرمینگے تو کمال حظ و لطف اٹھائیں گے -

تحقیقی جواب اگر آپ خدا تعالیٰ کو عالم الغیب اور حکیم اور قادر مانتے ہیں اور اس کے رسولوں کو تبلیغ احکام شریعت میں صادق القول اور خطا بشری سے معصوم اور محفوظ جانتے ہیں - تو اس کو لازم ہے - اور مومن ہونے کی عین شرط ہے - کہ شریعت کے جملہ احکام کو متعلق مذہب ہوں - خواہ متعلق معاشرت (یا یوں سمجھو کہ متعلق معاد ہوں یا متعلق معاش) اور وہ شارع کی طرف سے بعد تغیر و تبدل مناسب وقت شریعت قرار پا چکے ہوں -

ناقابل تبدیل و ترمیم سمجھین اور ان احکام پر یہ ایمان رکھین کہ خواہ زمانہ مین ہزار انقلاب ہو اور دنیا کے مختلف اقالیم مین مختلف طبایع کے ہزار اشخاص پیدا ہون روئے زمین مین آئے دن نئی حکومت اور نئی رعیت پیدا ہو۔ لوگوں مین مختلف صورتین کسب و معاش پیدا ہون۔ احکام اسلام ہر زمانہ مین ہر اقلیم مین ہر شخص کے لئے ہر زمانہ ہر صورت ہر حکومت مین ہر نوع کے کسب تجارت کے لئے یکسان ہدایت اور فایدہ بخش ہین اور خدا تعالےٰ حکیم و علیم قادر نے ان سب زمانوں اقالیم اشخاص و اسباب معاش کا علم رکھ کر ان احکام کو صادر فرمایا۔ اس مین خدا تعالےٰ سے غلطی و بھول و نا عاقبت اندیشی سے غفلت نہین ہوئی۔ قرآن مین ارشاد ہے۔ وما کان ربک نسیا۔ اور اس کے رسول مقبول سے ان احکام کی تبلیغ مین غلطی اور خدا تعالےٰ کی نافرمانبرداری نہین ہوئی قرآن مین فرماتا ہے۔ یاایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیک الا البلاغ۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون وما ینطق عن الہوی ان ھو الا وحی یوحی۔

ان احکام کے ہر ملک و ہر زمانہ مین ہر شخص کے لئے ہر حکومت اور ہر حالت مین مفید ہونے کی تفصیل اگر ہم نماز روزہ حج۔ زکوٰۃ۔ نکاح۔ طلاق۔ وراثت وغیرہ کے فواید و ضرورت کے بیان سے کرین تو یہ مضمون ایک دفتر بن جائے۔ لہذا بجائے اس تفصیل کے ایک نظیر کے بیان پر اکتفا کرتے ہین۔ کسی حکیم حاذق اور ڈاکٹر ماہر نے کوئی ایک ایسی دوا تجویز کر دی ہے جو اس وقت تمام ملکوں یورپ و ایشیا (ہندوستان و پنجاب وغیرہ) کے مختلف طبایع کے تمام اشخاص کے لئے (بجز بعض شاذ و نادر اشخاص کے جن کی طبیعت میں اس دوا کا فایدہ اٹھانے سے کوئی عارضی مانع موجود ہو) مفید ثابت ہوئی ہے پھر کیا عموماً آسمانی مذاہب کو اور خصوصاً اسلام کو برحق قرآن کو کتاب آسمانی ماننے والوں کو نزدیک خدا تعالےٰ عالم الغیب مطلق اور حکیم برحق اس ڈاکٹر کے برابر نہین کہ اس نے مختلف اقوام کے لئے ایک ایسا قانون بنا دیا۔ جو ان سب کے لئے یکسان مفید نہ پڑا۔ اور اخیر زمانہ کے لوگوں کو اس قانون کا بدلنا پڑا۔ کیا اس امر کی تجویز مین خدا تعالےٰ پر لاعلمی کوتاہ اندیشی جہالت و حماقت کا الزام قایم نہین ہوتا۔ اور اس صورت مین خدا تعالےٰ کی نسبت ایسا گمان و الزام قایم نہین ہوتا اور کیا اس صورت مین خدا تعالیٰ کی نسبت ایسا گمان و الزام قایم کرنیوالا مسلمان کہلا سکتا ہے؟ حاشا و کلا۔ تعالی اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً

تمہیدی باتوں کا جواب ادا ہوا اب آپکے سوالات کا جواب دیا جاتا ہے۔

سوال اول وہفتم۔ اسوقت دنیا مین کسقدر مسلمان ہون گے۔ جو سود کی داد و ستد سے بچین گے

جواب سوال اول وہفتم میرے پاس یا کسی اور کے پاس جتنے کہ گورنمنٹ کے پاس کوئی رجسٹر ہوتا۔ تو مین اس رجسٹر کو دیکھکر ان کی تعداد بتاتا۔ آپکے پاس رجسٹر ہے۔ تو آپ سود لینے دینے والون کی تعداد بتا دین ورنہ اس سوال کو ندامت و افسوس سے واپس لین

جواب (۲)

(۲) سلطان روم نے جو خلیفۃ المسلمین ہے کیون اسلامی بنکین جاری کین اور ایران جو اسلامی سلطنت ہے کیون مسلمان برابر سود لیتے دیتے ہین

پہلے آپ مجھے بتا دین۔ کہ حضرت سلطان المعظم تمام روئے زمین کے خلیفۃ المسلمین ہین یا خاص اپنی حدود سلطنت کے اگر تمام روئے زمین کے خلیفۃ المسلمین ہین تو آپ اس کا شرعی ثبوت اور اس پر تمام روئے زمین کے خاص مسلمانوں (علما) کا اتفاق پیش کرین مگر تھوڑی تکلیف اٹھا کر پہلے مظہر العجائب مدراس اور نیر اعظم مراد آباد اور مسٹر بلنٹ کی کتاب فیوچر اوف اسلام ترجمہ مولفہ سید اکبر حسین صاحب منصف اور اشاعۃ السنہ جلد ۶ صفحہ ۲۷۴ ملاحظہ فرما کر جواب دین اور اگر خاصکر اپنی حدود سلطنت کے خلیفۃ المسلمین ہین تو پھر شاہ ایران کو کیون کر آپ نے خلیفۃ المسلمین نہین کہا کیا وہ اپنی حدود سلطنت کے خلیفۃ المسلمین نہین ہین اس کے بعد آپ سے یہ دوسرا سوال ہے آپکے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ عز الاسلام و فخر المسلمین حضرت سلطان المعظم نے ایسے بنک جاری کر رکھے ہین۔ جس مین مسلمانون سے سود لیا اور ان کو دیا جاتا ہے۔ کیا کوئی فرمان حضرت سلطان المعظم کا یا ان کے نائب یا کونسل کی تحریر آپکے پاس ہے؟ اگر ہو تو پیش کرین یا صرف اخباری گپ ہے یہی سوال سلطنت ایران مین مسلمانون کے سود لینے دینے کی نسبت ہے۔

تیسرا سوال کیا حضرت سلطان المعظم یا شاہ ایران نے ایسے بنک کے جایز ہونے کی نسبت اپنے اپنے مذہب کے علمار و مشایخ سے عموماً اور شیخ الاسلام سے خصوصاً فتویٰ جواز سود لے کر شایع کئے ہین؟ اور ان کی نقل آپکے پاس ہے؟ یا صرف اپنی رائے اور ان کے دنیاوی مشیرون کی رائے سے یہ بنک اور مسلمانون سے سود کا لین دین جاری کیا ہے اگر فتویٰ شرعی علمار وقت سے مسلمانون مین سود کا لین دین اور بنک جاری کئے ہین تو انکی نقل آپ پیش کرین اور اگر ان کی اپنی رائے سے بنک جاری ہوئے ہین۔ تو آپ سے یہ چوتھا سوال ہے کہ کیا کسی سنی (حنفی یا شافعی وغیرہ) یا شیعہ مذہب مین کسی اسلامی بادشاہ کا وہ فعل جس کی نسبت شریعت اور علمار شریعت سے فتوے نہ لیا گیا ہو بلکہ صرف دنیاوی مصالح اور ملکی اغراض کی نظر سے بلا اجازت شریعت کیا گیا ہو۔ مسلمانوں کے لئے دست آویز ہے؟ اور اس کی سند قرآن یا حدیث یا کتب فقہ مین کہان پائی جاتی ہے۔ اور اگر آپ لوگوں کا خیال اور ادعا ہو کہ اسلامی سلطنت کا ہر ایک عمل رواج لایق دست آویز ہے گو اس کے جواز پر کسی فتوے یا مذہب کی شہادت نہ ہو پھر آپ لوگون سے یہ پانچوان سوال ہے کہ بعض اسلامی سلطنتون مین شراب خوری۔ قمار بازی (بذریعہ لاٹری وغیرہ) زنار کاری بھی جاری و مروج ہے۔ پھر کیا آپ صاحبان ان کی دست آویز سے کوئی اسلامی زنار خانہ (چکلا) اسلامی شراب خانہ۔ اسلامی قمار خانہ بھی جاری کرنا تجویز کرین گے۔ جیسا کہ اسلامی بنک جاری کرنا چاہتے ہین۔ ایسا کرینگے۔ تو آپ یقیناً مسلمانون کو دولت سے مالا مال کر دین گے اور بہت لوگ آپکے معاون ہو جاینگے آپکے ایک دوست ہمخیال و قوت بازو اور آپکے مضامین کی اشاعت کے لئے بڑے بھاری انجن ہے جس کا ہم ابھی نام نہین بتاتے امید ہے کہ وہ اپنا نام خود بتا دین گے۔ مین نے بمقام لاہور پوچھا کہ اگر آپ بلا لحاظ جواز شرعی و فتوے شریعت مسلمانون کو مالدار بنانا چاہتے ہین تو کیون نہ شیر (حقہ) ڈاکہ رنڈیون کو جو حسن و جمال مین پری پیکر ہون۔ نوکر رکھ کر یہ تجارت شروع نہین کر دیتے۔ جس پر آپ فرمانے لگے کہ مین تو مسلمانون کی ترقی دولت کے لئے اس امر کو بھی جایز رکھتا ہون۔ بشرطیکہ وہ رنڈیاں مسلمان نہ ہون۔ پارسی ہون یا ہنود نہین۔ لیجئے مبارک باد۔ یہ صورت ترقی دولت اسلامی بنک سے بھی آسان ہے۔ اور اس سے ترقی دولت کے علاوہ جسمانی و نفسانی اغراض بھی آسانی سے حاصل ہو سکتی ہین پھر ان پانچوں سوالون کا آپ جواب دینگے۔ تو اس سے آپکے سوال دوم کا جواب خود بخود نکل آئیگا۔

(سوال ۳ و ۴) سود کے بغیر تجارت کا کام چل سکتا ہے تو اس کی مثالین بتائیں نہین چل سکتا تو کیا مسلمان تجارت کرنا چھوڑ دین

جواب ۳ و ۴ سود کے بغیر تجارت کا کام بخوبی چل سکتا ہے مسلمانون کو تجارت سے کوئی مانع نہین ہے۔ اس کی مثالین بہت ہین۔ مگر مثالون مین جھگڑا پڑتا ہے۔ لا مناقشۃ فی المثال۔ لہذا مین مثال ایک بھی دینا پسند نہین کرتا۔ آپ بطور اصول کام نہ چلنے کی صورتین بیان کرین میں ان کے مقابلے مین کام چلنے کی صورتین بیان کرون گا۔ آپ مشکل سے مشکل صورت پیش کرین گے تو مین اس کو آسان کر دون گا۔

(سوال ۵) ہندوستان کے بادشاہون نے کبھی سود سے روکا؟ نہیں تو کیون نہین؟ روکتے تو اس کا کیا اثر ہوتا

جواب ۵۔ اگر آپ بیان کرین گے کہ ہندوستان کے دیندار بادشاہون نے لین دین سود کو جایز رکھا۔ تو مین اس کے مقابلہ مین روکنے کی بابت تفصیل کرون گا۔ تفسیر نیچری حقیقۃً دیندار ہونا آپ ثابت نہ کرین گے۔

(سوال ۶) جس قوم مین سود کا رواج ہوا ہے کوئی قوم بلا سود لئے دئے زندہ رہ سکتی ہے؟

(جواب ۶) قوم اگر افراد و اشخاص کا نام ہے اور سلب قومیت اسیوقت متصور ہے۔ کہ اکثر افراد نہ رہین تو مین بڑے زور سے کہہ سکتا ہون کہ لاکھون مسلمان ہین جو سود نہین لیتے اور ہزارون ہین جو سود نہیں دیتے اور پھر وہ زندہ ہین۔

(سوال ۸) کتب فقہ مین کسی صورت مین سود کا لینا دینا جایز بھی لکھا ہے؟

(جواب ۸) کتب فقہ مین سود لینا تو کسی صورت مین بھی جایز نہین رکھا اور جن صورتون کا حکم ربوا سے فقہ مین مستثنیٰ ہونا لکھا ہے جیسے حربی اور مسلم مین دار الحرب مین ربوا۔ اس کے یہ معنے نہین کہ

کہ وہ ربوا تو ہے۔ مگر جایز ربوا ہے بلکہ اس کے یہ معنے ہیں کہ وہ حقیقۃً ربوا ہی نہیں ہے اور وہاں قضیہ سالبہ بسبب موضوع ہے نہ موضوع کے وجود سے سلب محمول کے ساتھ۔ جو لوگ فقہ پڑھکر ان صورتوں کو ربوا محرم سے مستثنےٰ سمجھتے ہیں انہوں نے فقہ پڑھکر اس کو ڈبو دیا۔ اور اپنے علم و فہم کو کہو دیا ہے۔ ہاں سود دینے کو فقہ میں بحالت اضطرار جایز رکہا ہے مگر اضطرار کے جو معنے ہیں۔ وہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ جان یا ایمان جانیکا خوف ہو تو صورت اضطرار پیدا ہوتی روپیہ بڑہانے اور وضع امیرانہ قایم رکہنے کے لئے سود لینا اس میں داخل نہیں ہے۔

(سوال ۹ و ۱۰) سود مروجہ عرب اور حال کے مروج بنکوں میں کبھی مقابلہ کیا ہے اور ہنڈوی وغیرہ کے مفہوم کو سوچا ہے (جوابات ۹ و ۱۰) یہی نہ صرف ان صورتوں کو سوچا اور ان کا مقابلہ کیا بلکہ ان کے مفہومات اور مراتب کا فیصلہ کر کے شائع کر دیا۔ اشاعۃ السنہ کی جلد ۱۲ و ۱۸ و ۱۹ ملاحظہ ہوں۔ آپ لوگ میرے رسالہ کو ملاحظہ نہیں کرتے یا تجاہل عارفانہ عمل میں لاتے ہیں۔

(سوال ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴) وکیل بیرسٹر عرضی نویس منصف جج سودی تحریریں لکہنے اور سودی ڈگریاں دینے سے گنہگار ہوتے ہیں؟ کیا آپ یا کوئی اور منصف اس سے بچ سکتا ہے (جواب) میں کیا کہوں خدا تعالےٰ فرماتا ہے تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ اور اس کا رسول فرماتا ہے۔ مقدمات سود کے لکہنے والے بھی ملعون اور اگر کوئی بچنا چاہے تو بچ سکتا ہے وکیل عرضی نویس تو آزاد و مختار ہیں منصف و جج بھی اگر چاہیں تو دعویدار کو فہمایش کر کے سود چہوڑ دینے پر راضی کر سکتے ہیں۔ جو قانوناً بہی جایز ہے۔

(سوال ۱۵) آپ بادشاہ ہو جاویں تو سود رکہنے کے لئے کیا حکم جاری کریں (جواب ۱۵) یہ سوال قبل از وقت ہے۔ لہذا مستحق جواب نہیں ہو مگر چونکہ مجہے آپ کی خاطر عزیز ہے لہذا جواب دئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ سب سے پہلے میں ان فتاوی و تحریرات کو جو اس وقت کے بعض علمار سود نے جواز سود میں تحریر کی ہیں۔ دریا برد یا آگ کے سپرد کروں پھر ان علمار کو معقول وظیفہ دیکر کالے پانی یا سائبیریا نہیں تو مکہ معظمہ بھیجدوں اور کہوں لا تشتروا بآیاتی ثمنا قلیلا پر عمل کر کے جہوٹے فتوے دینے سے تائب ہو کر عطیہ سرکاری سے کام لو اور عیش کرو اور حرام کو حلال بنا کر لوگوں کا ایمان نہ کہوؤ اور وہاں کے لوگوں کو حکم دوں کہ کوئی شخص ایسے شکم پرست اور دین فروش علمار سے کسی مسئلہ میں فتوی نہ لے۔ پھر ان ایڈیٹران اخبارات کو جو ان کے جہوٹے اور غلط اقوال ملک میں شائع کرتے ہیں اخبار نویسی سے علیحدہ کر کے بہت سا روپیہ دیکر تجارت کے کام میں لگاؤں اور کہوں کہ انصاف سے کہو کہ روپیہ کا فائدہ سود سے زیادہ ہوتا ہے یا تجارت سے۔ ایسا ہی ان لوگوں کو جو سود سے روپیہ لیتے دیتے ہیں تجارت پر لگاؤں اور ان کو اور عام لوگوں کو جو سود کا لین دین کرتے ہیں آیات قرآن و احادیث نبویہ و روایات فقیہہ کا وعظ سنا کر سود کے لین دین سے ہٹاؤں یہ آپکے مغالطات کا اظہار ہے اسی میں آپکے اسلامی بنک پر اظہار رائے ہو گیا ہے کہ آپکا اسلامی بنک تجویز کرنا ایسا ہے جیسے آپ یا کوئی دولت مند خواہ قوم کا اسلامی چکلا یا اسلامی شرابخانہ جاری کرے اس میں اس میں سرموئے تفاوت نہیں ہے۔

ڈپٹی صاحب نے اخبار وطن ۱۴ اگست ۱۹۰۶ء میں اور پیسہ اخبار ۲۵ اگست ۱۹۰۶ء میں فتوے دیدیا ہے (۱) اول یہ کہ سود ایک طے شدہ امر ہے۔ علمار نے قرآن اور حدیث اور فقہ پر نظر غائر کر کے فتویٰ دیدیا ہے کہ ہندوستان کا لینا دینا دونوں جایز ہیں۔ اسلامی سلطنتوں میں بہی مدت کا فیصلہ ہو چکا ہے اب تحقیقات عدم جواز کے انتظار کرنے کا کوئی موقعہ نہیں پس اب مالدار لوگ روپیہ لگائیں اور بنک جاری کریں (۲) ہندوستان کے مسلمانوں کا اس وقت کئی ارب روپیہ بیکار پڑا ہے جس کا کم سے کم چھ کروڑ روپیہ منافع کا ضائع ہوتا ہے اور چھ کروڑ روپیہ ان کا غیر قوموں کے ہاتھ سود میں جاتا ہے (۳) اس منافع کے حاصل کرنے اور اس نقصان سے بچنے کا علاج بجز اس کے اور کوئی نہیں ہے کہ مسلمان کم سے کم تین سو سودی بنک دو دو لاکھ کے ہندوستان میں جاری کریں اور خاص لاہور میں پانچ لاکھ روپیہ کے سرمایہ کا بنک جاری کریں۔ جس میں سو سو کے پانچ ہزار حصے ہوں اور اس میں سے دو سو حصے کے خریدار ڈپٹی صاحب بنینگے اور اس سے پیشتر مضمون مشتہرہ وطن نمبر ۹ جلد ۶ میں آپنے یہی نفع نقصان کا حساب مذکور لکہا کر ایک بات نمبر ۴ یہ کہی ہے کہ مسلمان اسی وجہ سے بیکے اور بیکار ہو رہے ہیں کہ ان کا روپیہ بیکار پڑا ہو۔ سودی بنک جاری کریں تو ان کا [illegible] یہ صدہا روپیہ [illegible]

بہی محض آپ کی مغالطات ہیں جن سے آپنے مسلمانوں کو دہوکا دیا ہے یا خود دہوکا کہایا ہے پہلی بات اس لئے محض غلط اور خلاف واقعہ ہے کہ اب تک کوئی اتفاقی فتوی علمار ہندوستان و عربستان وغیرہ بلاد میں شائع نہیں ہوا۔ اگر کسی ایک نیچری یا نیم ملا حنفی نے دار الحرب میں حربی اور مسلمان کے مابین سود کو جایز کیا ہے تو اس کے مقابلہ کے دس علمار حنفی اور اہل حدیث اس کے عدم جواز کے مدعی ہو گئے ہیں انہوں نے انکار کیا ہے جس کا جواب اس سے بن نہیں پڑا الغرض میجارٹی (جمہوریت) کا اس پر اتفاق نہیں ہوا۔ ایک مدت سے لاہور میں ایک مخفی کمیٹی چند علما کی تحقیق مسئلہ سود کے واسطے قایم ہوئی ہے مگر اس کی تحقیقات کا نتیجہ اب تک پبلک میں شائع نہیں ہوا۔ میں نے بہت کوشش کی کہ اس کمیٹی کے ممبروں کے نام معلوم ہو جاویں تو ان سے میں بھی خط و کتابت کروں اور ان کو عدم جواز کے دلایل جو میں اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ کی تین جلدوں (۱۲-۱۸-۱۹) میں شائع کر چکا ہوں ارسال کروں۔ اس مضمون کا خط بھی اس کمیٹی سے تعلق رکہنے والے اپنے عزیز دوست میاں فضل حسین صاحب بٹالوی بیرسٹر ایٹ لا لاہور کے نام لکہا اور ان کے پاس ان تین جلدوں کے متعدد نمبر بھی بھیجدئے۔ وہ خط صدر کمیٹی کے پاس پہنچا اور پڑہا گیا اور غالباً وہ نمبر تین جلدوں کے بھی اس کے پاس پہنچے ہوں گے مگر اس کمیٹی میں بھی رائے پاس ہوئی کہ اس خط کا کوئی جواب دیا نہ جاوے اور اس شخص کو اس کمیٹی کی کارروائیوں اور ممبروں سے اطلاع دی نہ جاوے ایسی چور کمیٹی اور اس کی چوری کارروائی سے کیا امید ہو سکتی ہے کہ وہ سود جواز ثابت کر چکے ہوں یا کریں۔ میں خدا تعالیٰ کے دین اور اس کے حامی دین ہونے کے بھروسہ پر نہ اپنی ذاتی علم و لیاقت کے گھمنڈ پر کہتا ہوں کہ اس کمیٹی کا فتوی جواز سود پبلک میں مشتہر ہوا تو میں اس کو ایک منٹ میں اور ایک جملہ سے رد کر دوں گا انشاء اللہ تعالیٰ بحولہ و قوتہ۔ ممکن نہیں کہ کوئی شخص ہندوستان یا عربستان وغیرہ بلاد میں جواز سود باہم مسلمانوں [illegible] سے دلیل کتاب و سنت و اقوال فقہاء ادب سے ثابت کر دے دوسری بات بہی اس لئے مغالطہ ہے کہ اکثر مسلمان

سلاطین اور والیان ریاستہا اسلامیہ اگرچہ ملک [illegible] کے محتاج ہیں [illegible] روپیہ کب اور کہاں سے آ گیا [illegible] چھ کروڑ کا نفع اور چھ کروڑ نقصان کا قیاس کر سکتے ہیں ڈپٹی صاحب کا حساب نہیں ہے تو وہ سود دینے والوں کی تعداد کی سند کسی رجسٹر دکہا دیں تا کہ ہر سال ان کے چھ کروڑ روپیہ کا سود میں جانا ثابت کریں یہ ہم مانتے ہیں کہ ڈپٹی صاحب اور ان کے دونوں بہائیوں شیخ محمد عمر نو مسلم اور ڈپٹی عبد الرحمن نو مسلم کے پاس بہت روپیہ ہے جس میں حقوق اللہ اور حقوق العباد بھی شامل ہونے کی وجہ سے ان کی تعداد لاکہوں تک پہنچ گئی ہے ایسے ہی اور لکہ پتی مسلمان ہیں مگر کئی ارب روپیہ کہاں اور اسقدر روپیہ پاس ہو بہی تو اس قدر نقصان پر سود دینے کی طاقت کہاں۔

تیسری بات بہی اس لئے محض مغالطہ ہے کہ سود سے بڑھ کر تجارت میں نفع ہے چنانچہ ڈپٹی صاحب نے خود اپنے خط مندرجہ وطن ۲۴ اگست ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۲ کالم ۲ سطر ۱۰ میں صاف اقبال کیا اور کہا ہے کہ چونکہ تجارت میں تجربہ اور روپیہ دونوں کا منافع ہے اس واسطے وہ سود کی نسبت زیادہ ہے۔

اس پر ڈپٹی صاحب اور ان کے ہمخیال اعتراض کریں گے کہ تجارت کیواسطے معاملات تجارتی کی تجربہ کاری اور دیانتداری درکار ہے مسلمان مالدار ایسے لوگ تجربہ کار و دیانتدار کہاں سے لائیں اس کا جواب یہ ہے۔ کہ جہاں سے بنک کیواسطے اور بہت سے ڈائرکٹر تین سو مینیجر اور ان کی ماتحت صدہا کارگذار لائیں گے کیا ہندوستان بھر میں بنک کے واسطے تین سو مینیجر امانتدار و صدہا کارگذار مل سکیں گے۔ اور تجارت کے واسطے نہ ملینگے۔ بے تجربہ کار تجار سودی کافی ہوں گے جو بنک سے سودی روپیہ لیکر خود تجارت کریں گے۔ یہ بات قابل تسلیم نہیں ہو اور کوئی منصف مزاج نہ مانیگا کہ بنک کیواسطے دیانتدار مینیجر اور بنک سے روپیہ کر تجارت کرنے والے تجربہ کار تاجر تو بہت ملیں گے مگر [illegible] اور حالت میں کہ مسلمان مالدار [illegible] روپیہ تجارت کے واسطے ایک کمیٹی یا [illegible] کمیشن کے حوالہ بطور شرکت یا مضاربت کر دیں تو اس حالت میں کمیٹی کو کوئی دیانتدار اور تجربہ کار [illegible] نہ ملیگا۔

باقی آیندہ